ہم حدیث کیسے پڑھیں؟

مرتب

مفتی منیر احمد صاحب

استاذ الحدیث

جامعہ معہد العلوم الاسلامیہ (رجسٹرڈ)

فاضل

جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن، کراچی

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

فہم حدیث سلسلہ 2

ہم حدیث کیسے پڑھیں؟

مرتب

مفتی منیر احمد صاحب

استاذ الحدیث

جامعہ معہد العلوم الاسلامیہ (رجسٹرڈ)

فاضل: جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

المنیر

{جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں}

◀ کتاب کا نام : ہم حدیث کیسے پڑھیں؟

◀ مرتب : مفتی منیر احمد صاحب

◀ طباعت : شوال المکرم 1443ھ/مئی 2022ء

◀ ناشر : المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ)

◀ ای میل : admin@almuneer.pk

◀ ویب سائٹ : almuneer.pk

◀ فیس بک : AlMuneerOfficial

◀ یوٹیوب : Al Muneer Markaz Taleem-O-Tarbiyat Foundation

ملنے کا پتہ

جامعہ معہد العلوم الاسلامیہ

متصل جامع مسجد الفلاح بلاک "H" شمالی ناظم آباد، کراچی

فون نمبر: 0331-2607207 - 0331-2607204

ہم حدیث کیسے پڑھیں؟

پہلا کام: مندرجہ ذیل آداب کا خیال رکھیں

دوسرا کام: ہر کتاب کے منہج کو سامنے رکھیں

تیسرا کام: سند میں یہ باتیں ملحوظ رکھیں

چوتھا کام: متن میں یہ باتیں ملحوظ رکھیں

پانچواں کام: احادیث کو اپنے عمل میں لیکر آئیں

پہلا کام: مندرجہ ذیل آداب کا خیال رکھیں

(1) تصحیح نیت اوراخلاص

ویجب علیہ تصحیح النیۃ والاخلاص للہ تعالیٰ والحذر من التوصل بہ الی اغراض الدنیا

(تدریب الراوی 4/537-505)

تصحیح نیت کے لیے بندہ کی کتاب نیت اور تعلیمات نبوی کو زیر مطالعہ رکھیں۔

• فضائل حاصل کرنے کی نیت سے پڑھیں

حدیث پڑھنے پر جو مخصوص فضائل آئے ہیں ان فضائل کو حاصل کرنے کی نیت سے پڑھیں۔

نَضَّرَ اللهُ امْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِي فَبَلَّغَهَا فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرُ فَقِيهٍ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ ثَلَاثٌ لَا يُغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُؤْمِنٍ إِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ وَالنَّصِيحَةُ لِوُلَاةِ الْمُسْلِمِينَ وَلُزُومُ جَمَاعَتِهِمْ فَإِنَّ دَعْوَتَهُمْ تُحِيطُ مِنْ وَرَائِهِمْ (ابن ماجہ:3056)

اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش وخرم رکھیں جو میری بات سنے پھر آگے پہنچا دے کیونکہ بہت سے فقہ کی بات سننے والے خود سمجھنے والے نہیں ہوتے اور بہت سے فقہ کی بات ایسے شخص تک پہنچا دیتے ہیں جو اس (پہنچانے والے) سے زیادہ فقیہ اور سمجھدار ہوتا ہے تین چیزیں ایسی ہیں جن میں مومن کا دل خیانت (کوتاہی) نہیں کرتا اعمال صرف اللہ کے لیے کرنا مسلمان حکام کی خیرخواہی اور مسلمانوں کی جماعت کا ہمیشہ ساتھ دینا کیونکہ مسلمانوں کی دعا پیچھے سے بھی انہیں گھیر لیتی ہے (اور شیطان کسی بھی طرف سے حملہ آور نہیں ہوسکتا)۔

• جو شخص حدیث پر عمل کرتا ہے تو ظاہر ہے کہ عمل کی وجہ سے وہ حدیث یاد ہوگی اور یاد رہے گی، مثلاً آپ نے مسجد میں داخل ہونے کے سلسلہ میں پڑھا کہ پہلے دایاں قدم رکھے پھر بسم اللہ پڑھے، پھر درود شریف پڑھے اور پھر اللھم افتح لی ابواب رحمتك پڑھے۔

ظاہر ہے کہ ان سنتوں پر عمل کرنے والے سے مسجد میں داخل ہونے کی سنتوں کے بارے میں پوچھا جائے تو وہ اپنے عمل پر غور کر کے تمام سنتیں فرفر بتلا دے گا، پہلے دایاں قدم رکھنا، پھر بسم اللہ پڑھنا، پھر درود وسلام پڑھنا، اور اس کے بعد اللھم افتح لی ابواب رحمتك پڑھنا عمل نہ کرنے والا ان سنتوں کو بھول جائے گا اور بتلانے میں ناکام رہے گا۔ (آداب

حدیث:39)

• عمل کی نیت سے پڑھیں

وينبغي ان يستعمل ما يسمعه من احاديث العبادات والآداب فذالك زكاة الحديث وسبب حفظه۔

فقد قال بشر الحافی: يا اصحاب الحديث ادوا زكاة هذا الحديث۔ اعملو من كل مئتی حديث بخمسة احاديث۔

وقال عمرو بن قيس الملائی:اذا بلغك شيئ من الخير فاعمل به ولو مرة تكن من اهله۔

وقال وكيع اذا اردت ان تحفظ الحديث فاعمل به۔

وقال ابراهيم بن اسماعيل بن مجمع: كنا نستعين على حفظ الحديث بالعمل به۔

وقال احمد بن حنبل:ما كتبت حديثا الا وقد عملت به حتى مربی ان النبیﷺاحتجم واعطی ابا طيبة دينارا فاحتجمت واعطيت الحجام دينارا۔(تدريب الراوی546/4-547)

• تبلیغ کی نیت سے پڑھیں

وليكن اكبر همه نشر الحديث والتبليغ عن رسول اللهﷺ(تدريب الراوی:505/4)

• نیت بد کی وجہ سے کام نہ چھوڑیں۔

ولا يمتنع من تحديث احد لكونه غير صحيح النية،فانه يرجى صحتهاوليحرص على نشره،مبتغيا جزيل اجره(تدريب الراوی:512/4)

(2) باوضو رہیں، خوشبو کثرت سے استعمال کریں، لباس، ھیئت باوقار ہو۔

• حدیث کے سبق میں اسی طرح مطالعہ تکرار کرتے وقت باوضو رہنے کی کوشش کریں۔

•ويستحب له اذا اراد حضور مجلس التحديث ان يتطهر و يستطيب ويسرح لحيته ويجلس متمكنا بوقار۔(تدريب الراوی:514/4)

• حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ اپنا واقعہ بیان فرماتے ہیں:

میں اور میرا ایک ساتھی احسن احمد میرے والد صاحبؒ کے پاس حدیث پڑھتے تھے، ہم دونوں نے آپس میں یہ طے کر رکھا تھا اور یہ اہتمام کر رکھا تھا کہ کوئی حدیث نہیں چھوٹنی چاہئے اور کوئی حدیث وضوء کے بغیر نہیں ہونی چاہئے، اب

دونوں میں سے کسی کو استنجاء کی حاجت ہوتی تھی تو دوسرے کو کہنی مارتا تھا اور اپنی ضرورت کے لیے اٹھ جاتا تھا، دوسرا ساتھی فوراً اشکال کر دیتا تھا اور وہ اتنی دیر میں جلدی جلدی فارغ ہو کر آجاتا تھا اور سبق میں شریک ہو جاتا تھا، حضرت شیخؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمارے والد صاحبؒ کو چند بار ایسا ہونے پر اس کا احساس ہو گیا، ایک دن میرا وہ ساتھی وضوء کے لیے اٹھا تو میں نے اشکال کیا کہ علامہ ابن الہمامؒ تو فتح القدیر میں یہ فرماتے ہیں۔اس پر میرے والد صاحبؒ نے فرمایا کہ ہم تمہارے ابن الہمام سے کہاں لڑتے پھریں گے، جب تک تمہارا ساتھی آجائے ہم سے ایک قصہ سن لو۔اس کے بعد والد صاحبؒ کا معمول ہو گیا کہ ہم میں سے کسی کو جب بھی وضوء کی ضرورت پڑتی تو جب تک وہ وضوء کر کے نہیں آجاتا تھا اس وقت تک کوئی قصہ سناتے رہتے تھے۔(آداب حدیث:31)

(3) دعا کا اہتمام کریں

- اللہ تعالیٰ سے فہم صحیح، علم نافع، قبولیت اور آسانی مانگتے رہیں۔
- وفی التقریب ویسأل اللہ تعالیٰ التوفیق والتسدید(تدریب الراوی:540/4)
- حدیث میں ہے:

احرص علی ما ینفعك واستعن باللہ ولا تعجز (مسلم/قدر:2664)

جو چیز تجھے نفع پہنچائے اس کی حرص کر، اور اس حرص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد طلب کرو، اور عاجز اور کمزور بن کر بیٹھا نہ رہا کرو۔(آداب حدیث:27)

(4) مجاہدہ، قربانی، یکسوئی، ذوق وشوق سے پڑھیں۔

(4/1) کھانے پینے، گھومنے پھرنے، دوستیاں تعلقات کی خواہشات کو بالکل ترک کر دیں، ضروریات (کھانا، پینا، سونا) کو بقدر ضرورت کر دیں، سبق کی حاضری اور اس کو توجہ سے سننے میں جو بھی مجاہدہ آئے اسے خوشی خوشی برداشت کریں۔

وفی التقریب ثم لیفرغ جھدہ فی تحصیلہ ویغتنم امکانہ(تدریب الراوی:540/4)

ولیصبر علی جفاء شیخہ ولیعتن بالمھم (تدریب الراوی:557/4)

(4/2) حدیث کا ترجمہ نکالنے یاد رکھنے اس کا مفہوم اور مطلب سمجھنے میں اپنے آپ کو تھکائیں اور اس کو اعلیٰ درجہ کی نیکی سمجھیں، کوئی حدیث ایسی نہ ہو جس کا ترجمہ نہ آتا ہو، مطلب کا پتہ نہ ہو۔

قال سفیان الثوریؒ:ما اعلم عملا ھو افضل من طلب الحدیث لمن اراد اللہ

(رواۃ الخطیب فی شرف الحدیث او البیھقی فی المدخل تدریب الراوی: 557/4)

(3/4) ذوق وشوق برقرار رکھنے بڑھانے کیلئے محنتی طلبہ کی صحبت اختیار کریں غافل کام چور طلبہ کی صحبت سے بہت بچیں۔

محدثین کے حالات ان کی قربانیاں پڑھتے رہیں سنتے سناتے رہیں مندرجہ ذیل کتابوں کو پڑھیں۔

وہ کتابیں جو محدثین کے حالات پر لکھی گئی ہیں جیسے اردو میں تذکرۃ المحدثین (ضیاء الدین اصلاحی 2 جلد) عہد بنوامیہ میں محدثین کی خدمات (ڈاکٹر عبد الغفار بخاری) تاریخ حدیث ومحدثین (ابوزہرہ مصری) اور عربی میں الرحلۃ فی طلب الحدیث (خطیب بغدادی) وہ کتابیں جو خاص خاص محدثین کے حالات پر لکھی گئی ہیں مثلاً امام بخاری وغیرہ کے حالات پر لکھی گئی کتابیں جیسے محدثین عظام اور ان کی کتابوں کا تعارف آفتاب بخاری وغیرہ ان کو پڑھیں۔

نیز جو کتابیں تحصیل علم میں علماء کی قربانیوں پر لکھی گئی ہیں انہیں بھی وقتاً فوقتاً پڑھتے رہیں جیسے۔ صفحات من صبر العلماء علی الشدائد۔ العلماء العذاب الذین اثروا العلم علی الزواج (للشیخ عبد الفتاح ابو غدۃ)

- جب طبیعت میں سستی آئے امام بخاری کی اس نصیحت کو سامنے رکھیں

قال الفربری عن شیخه الامام امیر المؤمنین فی الحدیث انه املی یوما علی حدیثا کثیرا فخاف ملالی فقال طب نفسا فان اهل الملاهی فی ملاهیهم واهل الصناعات فی صناعاتهم والتجار فی تجاراتهم وانت مع النبی واصحابه۔ (سیر اعلام النبلاء 445/12)

- اور یہ بھی سامنے رکھیں کہ جو لوگ حدیث کا اشتغال رکھتے ہیں ان میں شان صحابیت پیدا ہوجاتی ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ صحابہ کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طرز عمل کو دیکھ کر صحابہ بنے، اور حدیث پڑھنے پڑھانے والے بھی ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طرز عمل اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے مطالعہ میں رہتے ہیں، جس طرح صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اٹھنے کو دیکھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹھنے کو دیکھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رکوع کو دیکھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سجدے کو دیکھتے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معاشرت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاملات کو دیکھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور کو دیکھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق حمیدہ کو دیکھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق حسنہ کو دیکھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن کردار کو دیکھتے تھے، اسی طرح جو مشتغل بالحدیث ہوتا ہے وہ ہر وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طرز عمل کو دیکھ رہا ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح اٹھتے تھے، کس طرح بیٹھتے تھے، کس طرح سوتے تھے، کس طرح کھاتے تھے، کس طرح لباس پہنتے تھے، کس طرح نماز پڑھتے تھے، تو صحابہ کرام چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طرز عمل کو دیکھ کر صحابہ ہوئے اور مشتغل بالحدیث بھی ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طرز عمل کو پڑھنے میں مشغول رہتا ہے، اس لیے اس میں شان صحابیت پیدا ہوجاتی ہے اور صحابہ کرام سے ایک قسم کی مشابہت پیدا ہوجاتی ہے۔ (آداب حدیث: 23)

● امام شافعیؒ فرماتے ہیں؛

لایطلب هذا العلم من یطلبه بالتملل و غنی النفس فیفلح، ولکن من طلبه بذلة النفس وضیق العیش و خدمة العلم افلح۔ (تدریب الراوی:584)

جو شخص اکتاہٹ کے ساتھ، تملل کے ساتھ، سستی کے ساتھ، غنی النفس کے ساتھ، مستغنی بن کر اس علم کو طلب کرتا ہے وہ ناکام رہتا ہے، ہاں جو شخص اس علم کو طلب کرتا ہے تواضع اور ذلت نفس کے ساتھ، تنگی عیش اور علم کی خدمت کے ساتھ وہ ضرور کامیاب ہوگا۔ (آداب حدیث:29)

یعنی طلبہ کو اکتاہٹ سے بہت بچنا چاہیے، خوب ذوق وشوق سے پڑھنا چاہیے، درس میں تکرار کی وجہ سے بھی اکتاہٹ نہیں ہونی چاہیے، یہ خیال نہیں آنا چاہئے کہ یہ بحث جو اسوقت ترمذی شریف میں ہو رہی ہے کل ابوداود میں ہو چکی ہے، اور ابو داود شریف کے استاذ نے جو تقریر کی تھی وہی تقریر ترمذی شریف کے استاذ دہرا رہے ہیں، جو دلائل وہاں بیان ہوئے تھے وہی یہاں بیان ہو رہے ہیں، جو مذاہب وہاں بیان ہوئے تھے وہی یہاں بیان ہو رہے ہیں۔

یہ تکرار فائدے سے خالی نہیں اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے ہر استاذ کو پڑھانے کا الگ سلیقہ دیا ہے، بات وہی ہوتی ہے لیکن بولنے کا انداز الگ، تفہیم کا طریقہ الگ، ترتیب الگ، اللہ ہم پر کرم فرماتے ہیں کہ جو چیز ہمیں ایک جگہ سمجھ میں نہیں آئی تھی وہ دوسر جگہ سمجھ میں آجاتی ہے، یا پہلی جگہ راسخ نہیں ہوئی تھی تو وہ اب ہو جائے گی، مزید یہ کہ ہر جگہ کا نور الگ ہوتا ہے، اور اس طرح الگ الگ قسم کے انوار منتقل ہوتے ہیں، اور ہر عقلمند اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ تکرار فائدے سے خالی نہیں۔ بہرحال نہ تکرار سے اکتانا چاہئے نہ کسی اور وجہ سے بلکہ پورے ذوق وشوق سے پڑھنا چاہئے، اس لیے کہ اکتاہٹ کے ساتھ پڑھنے والا علم سے محروم رہتا ہے۔ (آداب حدیث:28)

دوسرا کام: ہر کتاب کے منہج کو سامنے رکھیں

- کتاب کے مؤلف کا منہج ،مقصد اور اس کی خصوصیات کو اچھی طرح سمجھیں پھر اس کو مدنظر رکھتے ہوئے کتاب حل کریں اور اس کتاب کی حدیثیں پڑھیں (حاشیہ(1) میں شرح حدیث کیلیے ضروری امور) مثلاً:

(1) معرفتِ مذاہب ترمذی سے؛

یعنی ترمذی سے یہ معلوم ہوگا اس حدیث کے متعلق ائمہ کیا کہتے ان کے مذاہب کیا ہیں۔

(2) معرفتِ دلیل ابوداؤد سے؛

ائمہ کے مذاہب میں ان کے متدلات کیا ہیں دلیلیں کیا ہیں یہ ابوداؤد سے معلوم ہوگا۔

(3) معرفتِ استنباط بخاری سے؛

حدیث سے مسئلہ کیسے مستنبط ہوتا ہے، دلائل کا استنباط کیسے کریں کوئی حدیث کیسے دلیل بنتی ہے اس کی مشق بخاری سے ہوگی۔

(4) معرفتِ طرق حدیث مسلم سے؛

یعنی دلائل کی تقویت کیلیے اسی مضمون کی دوسری حدیثیں کیسے پیش کی جاتی ہیں اس کی مشق مسلم سے ہوگی۔

(5) معرفتِ علل نسائی سے؛

یعنی جس حدیث کو کسی نے اپنی دلیل بتایا ہے اس میں کوئی علت تو نہیں علت کو کیسے پہچانا جاتا ہے چونکہ یہ نسائی بتاتے ہیں تو اس کی مشق نسائی سے ہوگی۔

(6) ابن ماجہ سے اجراء؛

ابن ماجہ میں صحیح ضعیف ہر طرح کی احادیث ہیں صحاح کی مندرجہ بالا کتب پڑھنے اور ان کے مندرجہ بالا اسالیب کی معرفت کے بعد ضرورت اس بات کی ہے از خود انسان کو احادیث پرکھنا علل نکالنا آئے تو اس کے لیے ابن ماجہ ہے۔

(سراج القاری:1 /مقدمہ کتاب53۔شرح حدیث کیلیے ضروری امور:79)

تیسرا کام: سند میں یہ باتیں ملحوظ رکھیں

1 سند صحیح پڑھنا

- طالب علم کو سند پڑھنے کا صحیح طریقہ بھی سیکھنا چاہئے۔

(1) اتصال سند: بہتر یہ ہے کہ روزانہ جب سبق شروع ہو تو پہلی مرتبہ اس طرح عبارت پڑھیں۔

وبالسند المتصل منا الی الامام الھمام الحافظ الحجة امیر المومنین فی الحدیث محمد بن اسماعیل بن ابراھیم بن المغیرة الجعفی البخاری قال...

اس کے بعد ہر حدیث شروع کرتے وقت "وبہ قال" پر اکتفا کریں۔ (کشف الباری: 1/236)

(2) صحیح تلفظ: سند میں جو راوی ہوں ان کے نام کا صحیح تلفظ جاننے کی کوشش ہو اور صحیح تلفظ سے ادائیگی ہو۔

(3) لفظ ابن: اثناء سند میں ابن اور اس کے مابعد کا اعراب کیسے پڑھنا ہے یہ بھی معلوم ہونا چاہئے۔ قاعدہ: ابن کا لفظ علمین کے درمیان واقع ہو تو وہ ماقبل کے لیے صفت بنتا ہے اور مابعد کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ بشرطیکہ وہ علمین قول قائل کے لیے مقولہ نہ ہوں۔ کیونکہ وہ علمین اگر قول قائل کے لیے مقولہ ہوئے تو پھر وہ مبتدا خبر بھی بن سکتے ہیں یعنی پہلا علم مبتدا بن جائے گا اور ابن مضاف اور مابعد علم مضاف الیہ سے مل کر خبر بن جائے گا۔

مثال: وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرُ بْنُ اللهِ

اب یہاں علمین (عُزَيْرُ بْنُ اللهِ) قول یہود کے لیے مقولہ بن رہے ہیں اس لیے ایک قراءۃ کے مطابق جو قرآن کریم میں لکھی ہوئی ہے (پہلے علم یعنی عزیر پر تنوین پڑھنا) عُزَيْرٌ مبتدا ابن جائے گا اور ابن مضاف اللہ اسم جلیل مضام الیہ سے مل کر اس کی خبر بن جائے گا اور مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر مقولہ ومفعول بہ ہو جائے گا قَالَتْ کے لیے قَالَتْ فعل الْيَهُودُ فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (العلامات النحویہ: 13)

(4) قَالَ/ اَنَّهُ: اثناء سند میں کہاں قَالَ/ قِيلَ یا اَنَّهُ خطا محذوف ہوتا ہے لیکن اس کو لفظوں میں پڑھنا چاہیے اس کا بھی علم ہونا چاہیے۔

(4/1) انه: مما یحذف فی الخط ایضا، لا فی اللفظ، لفظ انه کحدیث البخاری عن عطاء بن ابی میمونة، سمع انس بن مالك، ای: انه سمع قال (تدریب الراوی: 4/478)

(4/2) جرت العادة بحذف قال و نحوه بين رجال الاسناد خطا،وينبغي للقاري اللفظ بها،
۔۔(تدريب الراوى:474/4)

واذا كان فيه قرء على فلان اخبرك فلان او قرء على فلان حدثنا فلان فليقل القارى فى الاول قيل له اخبرك فلان وفى الثانى قال حدثنا فلان(تدريب الراوى:474/4)

واذا تكرر لفظ قال كقوله اى:البخارى حدثنا صالح بن حيان قال قال عامر الشعبى فانهم يحذفون احداهما خطا وهى الاولى فيما يظهر فليلفظ بهما القارى جميعا (تدريب الراوى:475/4)

ح تحویل: حاءِ تحویل کو کیسے پڑھتے ہیں اس کو بھی سیکھا جائے

واذا كان للحديث اسنادان او اكثر كتبوا عند الانتقال من اسناد الى اسناد :ح ولم يعرف بيانها عمن تقدم ،و كتب جماعة من الحفاظ موضعها :صح فيشعر ذلك بانها رمز:صح
(تدريب الراوى:401/4)

حاءِ تحویل ہے،ای تحویل من سند الی سند آخر یہاں پہنچ کر حاء پڑھا جائے گا۔جمہور محدثین کے نزدیک یہی آخری قول اصح الاقوال اور معمول بہ ہے۔(نصر الباری:8/ 38)

(5) پھر طالب علم کو سند کے درمیان جو صیغ اداء ہیں (حدثنا،اخبرنا وغیرہ) محدثین ان کیلیے جو اشارات استعمال کرتے ہیں۔ان کو بھی سمجھنا چاہیے۔مثلا حدثنا کیلے ثنا یانا اخبرنا کیلیے انا یا ارنا۔

غلب عليهم الاقتصار على الرمز فى :حدثنا ،واخبرنا وشاع بحيث لا يخفى ،فيكتبون من حدثنا الثاء والنون والالف وقد تحذف الثاء ايضا ويقتصر على الضمير،ومن اخبرنا انا ولا تحسن زيادة الباء قبل النون وان فعله البيهقى(تدريب الراوى:399/4)

□2 راویوں کی شناخت

کچھ نہ کچھ راویوں کی معرفت اور شناخت بھی ضروری ہے۔مکمل صحاح ستہ پورے سال صبح شام پڑھنے کے بعد راویوں کی تھوڑی بہت معرفت بھی نہ ہونا بڑے عیب کی بات ہے۔

- کس کس کی معرفت ضروری ہے؟
- کسی قدر مصنف کے شیوخ کی معرفت ہونی چاہیئے یعنی ابتداء سند کے رواۃ
- کسی قدر صحابہ کی معرفت ہونی چاہیئے یعنی انتہائے سند کے روات

- کسی قدر درمیان کے راویوں کی معرفت ہونی چاہئے
- **طریقہ معرفتِ شیوخ**
- مختلف جہتوں کے اعتبار سے شیوخ کو ذہن میں بٹھائیں مثلاً بخاری کے شیوخ یاد رکھنے ہوں تو اس طرح یاد کریں؛

(1) جن سے زیادہ فیض پہنچا: اسحاق بن راہویہ اور علی بن المدینی (حاشیہ:2)

(2) ائمہ مجتہدین میں سے (امام احمد بن حنبل:131)

(3) ائمہ جرح وتعدیل میں سے (یحی بن معین، علی بن مدینی)

(4) جو حنفی ہیں (مکی بن ابراہیم:417)

(5) جن سے ثلاثیات مروی ہیں؛ (حاشیہ:3)

(6) مختلف شہروں کے اعتبار سے (حاشیہ:4)

(7) طبقات کے اعتبار سے (حاشیہ:5)

(8) جن سے عجیب قصے وابستہ ہیں (حاشیہ:6)

(9) اول وآخری حدیث کے شیخ (حمیدی، احمد بن اشکاب)

(10) غیر مانوس نام والے (بندار:344، ہدبۃ، عبدان، مسدد)

(11) جن کی تصنیفات ہیں (نعیم بن حماد 424)

(12) جن سے زیادہ روایات مروی ہیں۔ (حاشیہ:7)

(13) مصنفین صحاح ستہ کے مشترک شیوخ

1) زیاد بن یحیٰی بن زیاد، ابوالخطاب الحسانی العدنی (ت 254ھ)

2) عبداللہ بن سعید الاشج الکندی، ابوسعید الکوفی (ت 257ھ)

3) عمرو بن علی بن بحر الفلاس، ابوحفص الصیر فی الباہلی البصری (ت 249ھ)

4) محمد بن العلاء بن کریب، ابوکریب الکوفی (ت 247ھ)

5) محمد بن بشار بن عثمان العبدی، بندار (ت 252ھ)

6) محمد بن المثنی بن عبید العنزی، ابوموسی البصری (ت 252ھ)

7) محمد بن معمر القیسی، ابوعبداللہ البصری البحرانی (ت 256ھ)

8) نصر بن علی بن نصر الازدی، الجھضمی، ابوعمرو الصغیر (ت 250ھ)

المیزان مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

9) یعقوب بن ابراہیم بن کثیر، ابو یوسف الدورقی (ت 252ھ)

10) عباس بن عبد العظیم العنبری (ت 246ھ)

- مبہم کی وضاحت محتمل کی تعیین

(1) جو کنیت لقب نسبت وغیرہ سے مشہور ہیں ان کے نام جانیں اور جن راویوں کا بار بار ذکر آتا ہے ان کا لقب پہچانیں مثلا ابو ہریرہ، ابو موسی اشعری، ابو سعید خدری، ابن شہاب زھری، اعمش، اوزاعی وغیرہ۔ (حاشیہ:8)

(2) ایک نام، کنیت کے اگر کئی راوی ہوں تو یہاں سند میں کونسے مراد ہیں۔ مثلا سفیان آ گئے تو سفیان بن عیینہ مراد ہیں یا سفیان ثوری عبد اللہ ہیں تو ابن مسعود مراد ہیں یا ابن عباس اس کو پہچانیں۔

طریقہ معرفت صحابہ

جس طرح سند کے شروع میں شیوخ کی معرفت کی تھی اسی طرح انتہاء سند میں صحابہ/ تابعین کی بھی کچھ نہ کچھ معرفت طالب علم کو ہونی چاہئے۔

(1) مکثرین صحابہ ان کے شاگردوں اور کے شاگردوں کے شاگردوں کے نام یاد کرلیں (حاشیہ:9)

(2) حدیث اگر کسی واقعہ پر مشتمل ہو تو جن صحابی کا واقعہ ہو ان کے حالات دیکھ لیں۔

(3) فقہاء سبعہ کون ہیں ان کے نام احوال معلوم کرلیں۔ (حاشیہ:10)

طریقہ معرفت رواۃ

شیوخ اور صحابہ تابعین کے علاوہ درمیان سند میں جو روات آ رہے ہیں ان سے بھی کچھ نا کچھ واقفیت ضروری ہے۔ مثلا؛

(1) عام طور پر جو رواۃ مدار سند ہیں ان کی معرفت ہو (حاشیہ:11)

(2) جن رواۃ پر کوئی بڑی جرح ہو انکی معرفت ہو (حاشیہ:12)

□ 3 اتصال وانقطاع

اگر سند میں راوی مروی عنہ کے درمیان انقطاع ہو تو اس کا بھی علم ہونا چاہئے۔

(1) اتصال سند کسے کہتے ہیں

1) سماع ثابت ہو: امام بخاری اور ان کے شیخ علی بن المدینی کے نزدیک اتصال کے تحقق کیلئے ضروری ہے کہ راوی اور مروی عنہ کے درمیان سماع کا ثبوت ہو اور محققین نے اسی کو راجح قرار دیا ہے

2) معاصرت/ امکان لقاء کافی ہے: امام مسلم کے نزدیک معاصرت اور امکان لقا بھی اتصال پر محمول کرنے کے لیے

کافی ہوتا ہے بشرطیکہ راوی مدلس نہ ہو۔(ہم حدیث کا درجہ کیسے پہچانیں:244،أثر الحدیث الشریف ابوعوامہ:29-30)

(2)اتصال کے پہچاننے کے 3 طریقے:

1)سن ولادت ووفات سے: اتصال سند پہچاننے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ راوی اور مروی عنہ کے زمانہ اور سنین ولادت ووفات وغیرہ قرائن کے ذریعہ سے بھی کی جاسکتی ہے کہ راوی نے مروی عنہ کو پایا ہے یا نہیں۔

(ہم حدیث کا درجہ کیسے پہچانیں:245،أثر الحدیث الشریف ابو عوامہ:29-30)

هو فن مهم به يعرف اتصال الحديث وانقطاعه وقد ادعى قوم الرواية عن قوم ،فنظر في التاريخ فظهر أنهم زعموا الرواية عنهم بعد وفاتهم بسنين۔ (تدریب:502/5)

2)الفاظ ادا سے: سند کے اتصال کو ان الفاظ ادا کے ذریعے سے بھی پہنچانا جاتا ہے جسے راوی استعمال کرتا ہے اگر راوی ایسے الفاظ استعمال کرے جو صراحۃ سماع پر دلالت کرنے والے ہیں (سمعت،سمعنا،حدثني،حدثنا،اخبرني، اخبرنا، انبأني ،انبأنا، قرأت على فلان ،قرء على فلان ،وأنا اسمع وغيره) تو ظاہرا یہی فیصلہ کیا جائیگا کہ سند متصل ہے،لیکن حقیقت میں اتصال ہے کہ نہیں اس کی تحقیق کے لیے راوی کے ترجمہ کا مطالعہ کرنا چاہیے کیوں کہ ائمہ جرح وتعدیل جرح وتعدیل کے اقوال کے ضمن میں راوی کے سماع کو بھی بیان کر دیا جاتا ہے۔

● اور اگر راوی ایسے الفاظ استعمال کرے جو صراحۃ سماع پر دلالت نہیں کرتے (جیسے عن فلان،قال فلان،ان فلان قال وغيره) تو دیکھا جائے گا کہ ان الفاظ کو استعمال کرنے والے راوی کی کیا حیثیت ہے اگر وہ راوی ثقہ اور تدلیس کرنے میں مشہور نہیں ہے تو ان الفاظ کو بھی سماع پر محمول کیا جائے گا،لیکن اس کے بارے میں بھی ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال کا جائزہ لے لیا جائے تو بہتر ہوتا ہے اور اگر راوی تدلیس میں مشہور ہے تو پھر اس راوی کے ان الفاظ کو سماع پر محمول نہیں کیا جائے گا۔راوی مدلس ہے کہ نہیں اس کا علم بھی اقوال جرح وتعدیل سے ہوگا اس سلسلہ میں ان کتابوں کی مرجعت مفید ہوتی ہے جو خاص طور پر مدلسین سے متعلق تالیف کی گئ ہیں۔(ہم حدیث کا درجہ کیسے پہچانیں:244)

چوتھا کام: متن میں یہ باتیں ملحوظ رکھیں

1 تصحیح الفاظ

حدیث کے الفاظ درست پڑھیں، عام طور پر رویہ ہے کہ سب سے زیادہ تیز پڑھنے والے سے عبارت پڑھواتے یہ درست نہیں ہے۔(حاشیہ:13)

2 ترجمہ حدیث

حدیث کا ترجمہ خوب اچھی طرح حل کریں۔

مفتی محمد تقی عثمانی صاحب میرے والد میرے شیخ اوران کا مزاج ومذاق کے عنوان سے البلاغ کی خصوصی اشاعت میں لکھتے ہیں۔

حدیث میں حضرت والد صاحب حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ کے شاگرد رشید تھے،اس لیے درس حدیث میں تحقیقی مذاق آپ کو اپنے شیخ سے ورثے میں ملا تھا،لیکن آج کل ایسا بکثرت ہونے لگا ہے کہ تحقیقی مباحث کے پھیلاو میں حدیث کا متن،اس کے معانی ومطالب اس کا اصل پیغام اوراس سے حاصل ہونے والے عملی فوائد پس پشت چلے جاتے ہیں اوراستاذ وطالب علم کی تمام تر توجہ فقہی اختلافات،سند کی بحثوں اوررواۃ کی جرح وتعدیل پر مرکوز ہوجاتی ہے۔حضرت والد صاحب قدس سرہ اس رجحان کے سخت خلاف تھے،اور فرمایا کرتے تھے اس طرز عمل کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کچھ لوگ آم کے درخت کے نیچے جمع ہوکر آم کی تاریخ اس کی مختلف قسموں اوراس کے رنگ وبو پر بحث کرکے اٹھ جائیں،اورانہیں عمر بھر آم کھانے کی توفیق نہ ہو چنانچہ اس طرز عمل کا نتیجہ بسا اوقات یہ ہوتا ہے کہ طالب علم کو حدیث کے متعلقہ مشہور فقہی اوراسنادی مباحث تو یاد ہوجاتے ہیں،لیکن متن حدیث یاد نہیں ہوتا،اور بعض اوقات نہ اس کا صحیح ترجمہ کرنے کی اہلیت پیدا ہوتی ہے، اور نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ زندگی کے عملی مسائل میں اس حدیث سے کیا رہنمائی ملتی ہے؟ حالانکہ حدیث کو پڑھنے پڑھانے کا اصل مقصد یہی تھا،اور باقی مباحث اضافی حیثیت رکھتے ہیں۔(البلاغ مفتی اعظم نمبر:434)

3 حدیث کا مطلب

حدیث کا صحیح مطلب جاننے کی کوشش کریں۔

(1) حدیث کے جامع طریق سے: مطلب سمجھنے میں مشکل پیش آ رہی ہو تو جامع الاصول وغیرہ سے اس حدیث کا جامع طرق معلوم کرلیں، صحیح الفاظ/ الفاظ کا فرق جاننے سے بھی مطلب حل ہوتا ہے۔

(2) دیگر احادیث سے: بعض اوقات ایک حدیث کا مطلب دوسری حدیثوں کو سامنے رکھنے سے سمجھ آتا ہے۔ (حاشیہ:14)

(3) اقوال صحابہ تابعین سے: قول صحابہ یا تابعی سے بھی حدیث کا مطلب حل ہوتا ہے۔ (حاشیہ:15)

(4) محدثین/ شراح کے راجح قول سے: حدیث کے مطلب میں شراح کا راجح قول کیا ہے اسے سمجھنے اور یاد رکھنے کی کوشش کریں۔

(5) حدیث کا شان ورود: حدیث کے متعلق اگر کوئی شان ورود ہو تو اس سے بھی حدیث حل ہوتی ہے۔ (حاشیہ:16)

◻4 حدیث میں تعیین

(1) اگر حدیث میں کسی قسم کا ابہام ہو مثلا جاء رجل تو اسکی تعیین کریں۔ (حاشیہ:17)

(2) ایسے ہی کسی جگہ کا ذکر ہو تو وہ کہاں ہے اس کا آج کیا نام ہے متعین کریں۔ (حاشیہ:18)

(3) کوئی اوزان ہوں تو رائج اوزان کے اعتبار سے اسے متعین کریں۔ (حاشیہ:19)

(4) ناسخ منسوخ کو متعین کریں۔

◻5 رفع تعارض

اگر حدیث میں ظاہری تعارض ہو تو اس کو حل کریں، نیز متعارض روایات میں ائمہ مجتہدین کے بنیادی اصول کیا ہیں ان کا مستحضر ہونا بہت ضروری ہے۔ (حاشیہ:20)

◻6 عملی فوائد

(1) ہمارے لیے حدیث میں کیا راہنمائی ہے اس کا جاننا بہت اہم ہے۔ (حاشیہ:21)

(2) نیز حدیث سے عملی فوائد کیسے نکالے جاتے ہیں اس کی مشق ضرور کریں تا کہ اگلی زندگی میں قرآن وحدیث سے راہنمائی لے سکیں۔

◻7 متن/مضمون یاد رکھانا

حدیث کا متن، مضمون اپنی زبان میں محفوظ کرنے ذہن میں بٹھانے کی ضرور کوشش کریں خاص طور سے احادیث میں ذکر کردہ واقعات کا ساتھیوں کے ساتھ مذاکرہ کرتے رہیں، ایک دوسرے کو سناتے رہیں۔

8 حفظ حدیث

ہر عالم کے لیے کچھ نہ کچھ ذخیرہ عربی احادیث کا بھی سینہ میں محفوظ ہونا ضروری ہے، علماء کرام نے حفظ حدیث پر مختصر رسائل لکھیں ہیں ان کے ذریعہ احادیث یاد کریں۔ (حاشیہ:22)

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

پانچواں کام: احادیث کو اپنے عمل میں لیکر آئیں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک سنتوں کو اپنے اندر لانے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ روزمرہ کی زندگی میں جو کام بار بار کیے جاتے ہیں جیسے: کھانا پینا، سونا جاگنا، گھر، بیت الخلاء، مسجد میں داخل ہونا باہر نکلنا، سوار ہونا، بازار جانا، راستہ میں چلنا۔ پہلے ان سے متعلق سنتوں کو اپنی زندگی میں لے آئیں۔

- سنتوں کو اپنی زندگی میں کیسے لائیں اس کے لیے اگلے صفحات میں روزمرہ کے حساب کے کچھ اسباق سنت دیئے جارہے ہیں ان کو پُر کرنے کوشش کریں۔

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

ایک مسلمان اپنی زندگی ایسے سنوارے

نوٹ: اس خود احتسابی تربیتی جائزے میں کل 36 معمولات ہیں اور ہر معمول کے ساتھ تیس، تیس خانے ہیں ایک ماہ تک روزانہ ایک خانہ کو اس طرح پُر کریں کہ اگر اس معمول پر عمل کیا ہے تو ✓ کا نشان، نہیں کیا تو ✗ کا نشان لگادیں۔ اگر تمام معمولات کو بیک وقت عمل میں لانا مشکل ہو تو حسب ہمت کچھ معمولات کا انتخاب کریں۔ اس کے لیے ☐ میں نشان لگائیں۔

1 **پہلا معمول: دین سیکھنا** (سنن دارمی:580، کویتیہ، علم:5)

علماء سے براہ راست ☐ آن لائن ☐ بیانات میں شریک ہوکر ☐ ریکارڈ بیانات/کلاسیں سن کر ☐ علماء سے پوچھ پوچھ کر ☐

مستند کتابوں کے مطالعہ سے ☐ کتاب کا نام ____________ بزرگوں کی سوانح سے ☐ کتاب کا نام ____________

مزید کوئی بات ہو تو لکھیں: ______________________________

2 **دوسرا معمول: دین پر عمل کرنا**

(1) **نماز کے معمولات** 1) اذان کے فوراً بعد نماز کی تیاری کی عادت ڈالنی ہے۔ (انبیاء:90، جمعہ 9، جامع الاصول:7080)

تمام نمازوں میں ☐ ان میں ______ 2) اذان سے ______ منٹ پہلے نماز کی تیاری کی عادت ڈالنی ہے۔

3 مسنون وضو (مسواک وغیرہ) کی عادت ڈالنی ہے ☐ (جامع الاصول:7019-5142)

4 صف اول میں (خواتین اول وقت میں) نماز پڑھنے کی عادت ڈالنی ہے (جامع الاصول:7080، مسند احمد:22263)

تمام نمازیں ☐ فجر ☐ ظہر ☐ عصر ☐ مغرب ☐ عشاء ☐

5 تکبیر اولیٰ کی عادت ڈالنی ہے (جامع الاصول:7081)

تمام نمازوں ☐ فجر ☐ ظہر ☐ عصر ☐ مغرب ☐ عشاء ☐

6 نمازوں میں سنت مؤکدہ ☐ (جامع الاصول:4065) غیر مؤکدہ ☐ (ترمذی:185-427-435، ابوداؤد:127، بخاری 117) کے اہتمام کی عادت ڈالنی ہے

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

7	حسب توفیق نوافل کے اہتمام کی عادت ڈالنی ہے۔ (جامع الاصول: 7282-7055-7964) اس ماہ کس کی عادت بنانی ہے؟ تہجد ☐ (ترمذی: 3503، مسلم: 1982) وتر سے پہلے چار رکعت ☐ اشراق ☐ (ترمذی: 535) چاشت ☐ (ترمذی: 475) اوابین ☐ (ترمذی: 399) تمام ☐ مزید ______
8	سنت کے مطابق نماز پڑھنے (جامع الاصول: 3820) نماز میں ہاتھوں کو حرکت نہ دینے اور دل کو غافل ہونے سے بچانے کی عادت ڈالنی ہے۔ (مومنون: 2 جامع الاصول: 17-7065)
9	(2) ذکر/تلاوت 1) تلاوت کی عادت ڈالنی ہے (آل عمران: 90 جامع الاصول: 6240، ترمذی: 2927) مقدار یہ ہوگی: پاؤ ☐ نصف ☐ پارہ، تعداد.......... 2) نوافل میں لمبی تلاوت کی عادت ڈالنی ہے (جامع الاصول: 1961-7297) مقدار ______ 3) کچھ تلاوت ان خاص آداب کے ساتھ (قرآن پاک میں دیکھ کر، دل ودماغ کو متوجہ کر کے، تدبر سے، نور ہدایت حاصل کرنے کے لیے آداب تلاوت کی رعایت کرتے ہوئے) (ص: 29، محمد: 24) کرنے کی عادت ڈالنی ہے ☐
10	مسنون سورتوں کی عادت ڈالنی ہے (سنن دارمی: 3461، ترمذی: 3404، شعب الایمان: 2269) اس ماہ کس کی عادت بنانی ہے؟ یسین ☐ الٓمٓ سجدہ ☐ ملک ☐ واقعۃ ☐ تمام ☐ مزید ______
11	(3) ذکر/دعا اذان کے دوران خاموش رہ کر اذان کے کلمات کا جواب دینے (مسلم: 850، نسائی: 673) اور اذان کے بعد کی دعاؤں کا اہتمام کرنے کی عادت ڈالنی ہے (بخاری، 614، مسلم: 849)
12	وضو کی دعاؤں کی عادت ڈالنی ہے ☐ (ابوداؤد: 169، مستدرک حاکم: 1/564)
13	فرائض کے بعد کی مسنون دعاؤں کی عادت ڈالنی ہے۔ (کتنی نمازوں میں اہتمام کیا) (مسلم: 43-38-1334-1325، عمل الیوم واللیلۃ: 100، ابوداود: 23-1522-760، مجمع الزوائد: 10/145، بخاری: 2822)
14	رکوع، سجدہ، قومہ، جلسہ کی جو دعائیں احادیث میں آئی ہیں سنن، نوافل میں ان کو پڑھنے کی عادت ڈالنی ہے۔ (حصن المسلم)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

15	1) صبح وشام کی حفاظتی دعائیں پڑھنے کی عادت ڈالنی ہے ☐ (حصن المسلم) 2) فجر سے اشراق تک ☐ (مسلم:1075) یا نماز فجر کے بعد سے ___ منٹ تک، عصر سے مغرب تک ☐ (ق:39، طہٰ:130) یا عصر کے بعد سے ___ منٹ تک ذکر کی عادت ڈالنی ہے۔
16	1) کھانے، پینے/سونے، جاگنے/گھر میں داخل ہونے، نکلنے/سواری/سفر/بازار وغیرہ کی دعائیں اور مسنون اذکار واعمال کی عادت ڈالنی ہے ☐ (حصن المسلم) 2) مجلس کے اختتام کی دعا کی عادت ڈالنی ہے ☐ (ترمذی:3433) 3) مسنون دعاؤں کی کتابوں میں جتنے موقع کے اذکار ودعائیں ہیں ان کی عادت ڈالنی ہے ☐ (حصن المسلم)
17	یومیہ دعاؤں کے لیے وقت نکالنے کی عادت ڈالنی ہے (معارف الحدیث 5/168) مقدار یہ ہوگی ________________
18	ہر چھوٹے بڑے کام سے پہلے اور بعد میں ان اعمال کے ذریعہ رجوع الی اللہ کی عادت ڈالنی ہے ☐ (1) استخارہ (2) استعانت (اللہ سے مدد لینا) (3) استعاذہ (پناہ لینا) (4) تدبیر کے ساتھ توکل (5) پسندیدہ نتیجہ پر شکر (6) ناپسندیدہ پر صبر اللہ کے فیصلہ پر رضامندی (فاطر:15، جامع الاصول:4357-9315، ترمذی:3521، ابوداود:5081، بقرۃ:152-153)
	(4) ذکر واذکار (احزاب:41)
19	ہر وقت تسبیح ساتھ رکھنے کی عادت ڈالنی ہے ☐
20	یومیہ اذکار کی عادت ڈالنی ہے۔ مقدار یہ ہوگی: تیسرا کلمہ ______ (مسلم:2695) درود شریف ______ (مسلم 384) استغفار ______ (مسلم:2702) مزید ________________
21	1) مسجد، گھر، دفتر، دکان، کام سے آتے جاتے راستے میں مسلسل اللہ کے ذکر کی عادت ڈالنی ہے ☐ (احزاب:41) 2) ہر مجلس میں اللہ کے ذکر کی عادت ڈالنی ہے ☐ (ترمذی:3380، ابوداود:4855) 3) کھانے کے ہر لقمے، پانی کے ہر گھونٹ پر اللہ کا شکر ادا کرنے کی عادت ڈالنی ہے ☐ (جامع الاصول:2315) 4) ہر کام کرنے سے پہلے اچھی نیت کرنے کی عادت ڈالنی ہے ☐ (فیض القدیر:4153، بخاری:1) 5) دل، زبان ہر وقت اللہ کی یاد میں ہو، کسی وقت غافل نہ ہو، اس کی عادت ڈالنی ہے ☐ (اعراف:25)

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

22 سونے سے پہلے تھوڑی دیر مراقبہ کرنے کی عادت ڈالنی ہے، جس میں دن بھر کے کاموں کو سوچ کر نیکیوں، نعمتوں پر شکر اور گناہوں پر استغفار کرنا ہے۔ (ابراہیم: 34، ترمذی: 2459)

تیسرا معمول: دین سیکھانا، پھیلانا

23 دین سیکھانے کے لیے کتنا وقت نکالنا ہے یومیہ____ یا ہفتہ وار____ (معجم کبیر طبرانی، الترغیب: 1/122)

24 تبلیغ: تبلیغ میں وقت لگانا ہے ☐ (بخاری: 4086) کتنا؟____ پانچ اعمال (تعلیم، گشت، مشورہ، شب جمعہ، روزانہ وقت دینا) میں اہتمام سے جڑنا ہے ☐

25 گھر والوں کی تعلیم: (تحریم: 6) گھر والوں کو کیا سیکھانا ہے؟________

پانچواں معمول: حقوق کی ادائیگی

26 ورزش کے اوقات (ترمذی: 2413)________

27 عشاء کے بعد جلدی سونے (عشاء کی نماز کے____ منٹ بعد) کی عادت ڈالنی ہے۔ (جامع الاصول: 4373)

28 والدین کو روزانہ وقت دینا____ ان کاموں میں ہاتھ بٹانا____ (جامع الاصول: 6-195)

29 رشتہ داروں/متعلقین (عیادت/تعزیت، خوشی/غمی میں شرکت) ان سے ملاقات کا نظم____ (اسرء: 26، مجمع الزوائد: 13459)

چھٹا معمول: گناہوں سے حفاظت

30 گناہ ہونے کے بعد فوراً کسی نیکی (خاص طور سے صدقہ) کا اہتمام کیا ☐ (ہود: 104) فوراً سچی توبہ کی ☐

31 گناہ چھوڑنے کی اللہ تعالیٰ سے گڑ گڑا کر توفیق مانگی ☐ (ترمذی: 3507)

32	جن مقامات، محفلیں، دوست واحباب، آلات کی صحبت گناہ کا سبب بنتی ہیں ان کو چھوڑنے اہتمام کیا ❑ (جامع الاصول:109)
33	گناہوں کو چھوڑنے کے سلسلہ میں کسی اللہ والے سے رابطہ کیا اور اپنے حالات ان کو بتا کر ان کی باتوں پر عمل کیا ❑ (توبۃ:119)
34	گناہوں کا علم ہونے کے بعد ان کو روکنے کا اہتمام کیا ❑ (جامع الاصول:111-117)
35	مباح کاموں یعنی کھانے پینے، باتیں کرنے، ہنسنے ہنسانے، سونے،، فضول ملنے ملانے، گھومنے گھمانے میں کتنی خواہشات کو ترک کیا ❑ (مسلم:2822)
36	گناہوں کی خواہش نیز عبادات، اتباع، سنت، اخلاقیات میں رکاوٹ بننے والی کتنی خواہش کو ترک کیا ❑ (مسلم:2822)

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ) MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

اسباق سنت: سوکر اٹھنا، بیت الخلا جانا

1	سوکر اٹھنے کے بعد دونوں ہاتھوں سے چہرے، آنکھوں کو ملنا (شمائل ترمذی:155-156)
2	دعا پڑھنا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ (بخاری:6324)
3	مسواک کرنا یہ اٹھنے کے بعد ہے۔ وضو میں دوبارہ کریں (بخاری:245)
4	لباس، چپل پہنتے وقت دائیں طرف سے پہننا (بخاری:5854)
5	جہاں بیت الخلا نہ ہو وہاں قضاء حاجت کے لیے لوگوں کی نگاہوں سے دور جانا (ابوداؤد:1) نشیبی زمین میں جانا (نساء:43) نرم زمین میں جانا (ابوداؤد:3) کسی چیز کی آڑ میں جانا (ابوداؤد:35)
6	جس چیز پر اللہ کا نام ہو اسکو بیت الخلاء نہ لیجانا (ابوداؤد:19)
7	جوتے پہن کر سر ڈھانک کر بیت الخلاء جانا (ترمذی، بیہقی:455، طبقاتِ ابن سعد:1/290)
8	بسم اللہ اور دعا پڑھ کر جانا بِسْمِ اللّٰهِ (ترمذی:606) اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ الْخَبَائِثِ (بخاری:142)
9	بائیں قدم سے داخل ہونا (بخاری:5380)
10	بیٹھ کر تقاضہ کرنا (ترمذی:12)
11	قبلہ کی طرف چہرہ اور پیٹھ نہ کرنا (ترمذی:8)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

12	شلوار حتی الامکان نیچے بیٹھتے ہوئے اتارنا (ترمذی:14، ابوداؤد:14)
13	بیت الخلا میں نہ ذکر کرنا نہ کلام کرنا (ابوداؤد:15، مسلم:370)
14	پیشاب کی چھینٹوں سے بچنا (ترمذی:70)
15	شرمگاہ کو دایاں ہاتھ نہ لگانا (بخاری:5630)
16	ہاتھوں کو کلائی تک 3 بار دھو کر پھر پانی کے اندر ڈالنا (ترمذی:24)
17	استنجا پہلے ڈھیلوں (یا ٹشو) پھر پانی سے کرنا (مجمع الزوائد:1053، مصنف ابن ابی شیبہ:1634)
18	دائیں پاؤں سے بیت الخلا سے باہر نکلنا (بخاری:5380) اور دعا پڑھنا غُفْرَانَكَ (ابوداؤد:30) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ (ابن ماجہ:301)
19	بیت الخلا نہ ہو تو کسی آڑ میں استنجا سکھانا (ابوداؤد:35، ابن ماجہ:337)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

اسباقِ سنت: غسل، وضو، اذان، گھر سے مسجد تک

1	صبح صادق کے بعد غسلِ واجب میں جلدی کرنا (شمائل:265، نسائی:262)
2	مسنون طریقہ سے غسل کرنا: (1) دونوں ہاتھ کلائی تک 3 مرتبہ دھونا (بخاری: 257) (2) چھوٹا بڑا دونوں استنجا کا مقام دھونا چاہے استنجاء کی جگہ پر نجاست لگی ہو یا نہ ہو (ابوداؤد:245) (3) بدن پر کسی جگہ اگر ناپا کی ہو تو اسے دور کرنا (بخاری:257) (4) مسنون طریقہ سے وضو کرنا (بخاری:272) (5) پہلے سر پھر دائیں کندھے پھر بائیں پر پانی ڈالنا اسی ترتیب سے 3 بار کرنا (بخاری:258، مسلم:37)
3	بدن پونچھنا اور نہ پونچھنا دونوں مسنون ہیں جو بھی اختیار کریں سنت کی نیت سے کریں (مسلم:336، ابوداؤد:245,5158)
4	اسی غسل سے نماز ادا کرنا (نئے وضو کی ضرورت نہیں) (ابوداؤد:250، ترمذی:107)
5	گھر سے وضو کر کے نماز کے لیے جانا (بخاری:647)
6	مسنون طریقہ سے وضو کرنا خاص طور سے جب نفس کو ناگوار ہو (مسلم:538، 597) (1) نیت (بخاری:1) (2) تسمیہ (مسند احمد:12694، نسائی:78) (3) دونوں ہاتھ کلائی تک مرتبہ دھونا (مسلم:538) (4) مسواک کرنا (بالشت سے لمبی، انگلی سے موٹی نہ ہو) (بخاری:887، مسلم:589) (5) تین تین بار کلی/ ناک میں پانی ڈالنا/ چھنکنا/ منہ دھونا (بخاری:164 مسلم:559-61,226) (6) داڑھی/ ہاتھوں/ پیروں کی انگلیوں کا خلال کرنا (ابوداؤد:145-142، مسند احمد:2604) (7) تمام سر/ کانوں کا مسح کرنا (مسح سر کے اگلے حصہ سے شروع کرنا) (مسلم:559، ابوداؤد:103,106) (8) اعضاء وضو کو تین تین بار دھونا/ مل مل کر دھونا/ پے در پے دھونا ترتیب سے دھونا/ داہنی طرف سے دھونا (ابوداؤد:106-111-105، ترمذی:38، موطا مالک:73، ابن ماجہ:402-413) (9) وضو کے درمیان کی دعا پڑھنا: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ وَوَسِّعْ لِيْ فِيْ دَارِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْ رِزْقِيْ (عمل الیوم واللیلۃ:80)
7	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو میں ایک مُد (796.651 گرام یعنی ایک لیٹر سے کچھ کم) پانی استعمال کرتے تھے لہٰذا وضو میں حتی الامکان پانی کے اسراف سے بچیں۔ (بخاری:201)

8 وضو کے بعد تشہد پڑھ کر یہ دُعا پڑھنا۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ (مسلم:234)

9 تین اوقات مکروہہ (طلوع، زوال اور غروب) کے علاوہ وضو کے بعد تَحِیَّۃُ الْوضو پڑھنا (مسلم:540)

10 تَحِیَّۃُ الْوضو کے بعد اپنے گناہوں کی معافی مانگنا (بیہقی فی شعب الایمان:6679)

11 اذان کا جواب دینا (ترمذی:3614)

12 اس کے بعد درود شریف پڑھ کر یہ دُعا پڑھنا:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَا الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ ط اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ۔ (ترمذی:3614)

- پھر یہ دعا پڑھنا:

اَشْھَدُ اَنْ لَّآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا (مسلم:386)

- پھر اپنی حاجات کے لیے ہاتھ اٹھائے بغیر دعا مانگیں کیونکہ یہ قبولیت کا وقت ہے۔ (ابوداؤد:524)

13 اذان سننے کے بعد دنیاوی مشاغل کو اس طرح ترک کر دینا گویا ان سے کوئی سروکار ہی نہیں (فیض القدیر:2821)

14 باجماعت، تکبیر اولی سے نماز پڑھنا (ترمذی:241,215)

15
- گھر سے باہر نکل کر یہ دُعا پڑھنا

بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ (ترمذی:3426)

- پھر آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر یہ دُعا پڑھیں

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَزِلَّ اَوْ اُزَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلَ عَلَیَّ (ابوداؤد:5094)

16 گھر سے چلتے وقت اصل اور مقدم نماز پڑھنے کی نیت رکھنا (بخاری:647)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

17	● راستہ میں چلتے ہوئے وہ دعا پڑھنا جس کے پڑھنے والے کے لیے 70 ہزار فرشتے دعا کرتے ہیں: اَللّٰھُمَّ اِنِّي اَسْئَلُكَ بِحَقِّ السَّآئِلِيْنَ عَلَيْكَ وَ بِحَقِّ مُمْشَایَ ھٰذَا فَاِنِّي لَمْ اَخْرُجْ اَشَرًا وَّلَا بَطَرًا وَّلَا رِيَاءً وَّلَا سُمْعَةً وَّخَرَجْتُ اِتِّقَاءَ سَخَطِكَ وَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ وَاَسْئَلُكَ اَنْ تُعِيْذَنِي مِنَ النَّارِ وَاَنْ تَغْفِرَلِي ذُنُوْبِي فَاِنَّه لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ (ابن ماجہ:778) ● پھر یہ دُعا پڑھیں خصوصاً فجر کی نماز کے لیے نکلتے وقت: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَفِيْ لِسَانِيْ نُوْرًا، وَفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا، وَفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا، وَمِنْ فَوْقِيْ نُوْرًا، وَمِنْ تَحْتِيْ نُوْرًا، وَعَنْ يَّمِيْنِيْ نُوْرًا، وَعَنْ شِمَالِيْ نُوْرًا، وَمِنْ أَمَامِيْ نُوْرًا، وَمِنْ خَلْفِيْ نُوْرًا، وَاجْعَلْ فِيْ نَفْسِيْ نُوْرًا، وَأَعْظِمْ لِيْ نُوْرًا، وَعَظِّمْ لِيْ نُوْرًا، وَاجْعَلْ لِّيْ نُوْرًا، وَاجْعَلْنِيْ نُوْرًا، اَللّٰھُمَّ أَعْطِنِيْ نُوْرًا، وَاجْعَلْ فِيْ عَصَبِيْ نُوْرًا، وَفِيْ لَحْمِيْ نُوْرًا، وَفِيْ دَمِيْ نُوْرًا، وَفِيْ شَعْرِيْ نُوْرًا، وَفِيْ بَشَرِيْ نُوْرًا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّيْ نُوْرًا فِيْ قَبْرِيْ وَنُوْرًا فِيْ عِظَامِيْ وَزِدْنِيْ نُوْرًا، وَزِدْنِيْ نُوْرًا، وَزِدْنِيْ نُوْرًا وَهَبْ لِيْ نُوْرًا عَلٰى نُوْرٍ (بخاری:6316، حصن المسلم: دعاء الذہاب الی المسجد)
18	باوقار چھوٹے چھوٹے قدموں سے چلنا (ترمذی:3226، المعجم الکبیر للطبرانی:4796)

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

اعمالِ جمعہ

1	کثرت سے درود شریف پڑھنا۔ (مشکوٰۃ مع مظاہر حق: 66-1361، ابن ماجہ، فضل الجمعۃ) وضاحت: کثرت درود شریف کی مقدار کے بارے میں حضرت علماء کرام کے تین قول ہیں: جمعرات کے دن مغرب کے وقت سے جمعہ کے دن سورج غروب ہونے تک کم از کم تین سو مرتبہ درود شریف پڑھنا یہ ادنیٰ درجہ ہے۔ ایک ہزار مرتبہ پڑھنا، یہ درمیانہ درجہ ہے۔ تین ہزار مرتبہ پڑھنا، یہ اعلیٰ درجہ ہے۔				
2	عشاء کی نماز میں سورۃ الجمعۃ اور سورۃ المنافقون پڑھنا۔ (سبل الھدیٰ: 208/8)				
3	جمعرات ہی سے صفائی ستھرائی کا اہتمام کرنا۔ ناخن کاٹنا۔ (بخاری مع الفتح، رقم: 883،) مونچھیں کاٹنا (اور بہت زیادہ کاٹنا)۔ (بخاری مع الفتح، رقم: 883) خط بنوانا، شرعی حدود میں رہتے ہوئے۔ (جامع الاصول، ترمذی، رقم: 2912) زائد بالوں (زیر ناف/بغل) کی صفائی کرنا۔ (بخاری مع الفتح، رقم: 883)				
4	فجر کی نماز میں سورۂ الٓم سجدۃ اور سورۃ الدھر پڑھنا۔ (بخاری، رقم: 891)				
5	جمعہ کے دن عبادت کی کثرت کرنا۔ جمعہ کے روز طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک چوپائے قیامت کے قائم ہونے کے منتظر رہتے ہیں۔ لہٰذا اس پورے وقت میں جب حیوان قیامت کا خیال رکھتے ہیں اور اس سے خوفزدہ رہتے ہیں تو انسانوں کو بطریقہ اولیٰ جمعہ کے روز دن بھر خدا کی عبادت اور اس کے ذکر میں مشغول رہیں۔ (ترمذی، رقم: 491، مشکوٰۃ، رقم: 1359)				
6	جمعہ کی نماز کا بہت زیادہ اہتمام کرنا کسی حال میں ترک نہ کرنا				
7	جمعہ کے دن دعاء کی قبولیت کی مخصوص گھڑی کی تلاش میں رہنا۔				
8	مسنون (اور خوب اچھے) طریقے سے غسل کرنا، مسواک بھی ضرور کرنا۔ (پورے ہفتے کے گناہوں کی معافی کے لیے شرط) (بخاری، رقم: 83-81-880) (1) دونوں ہاتھ کلائی تک 3 مرتبہ دھونا۔ (بخاری، رقم: 257) (2) چھوٹا بڑا دونوں استنجا کا مقام دھونا چاہیے، استنجاء کی جگہ پر نجاست لگی ہو یا نہ ہو۔ (ابوداؤد، رقم: 245) (3) بدن پر کسی جگہ اگر ناپاکی ہو تو اسے دور کرنا۔ (بخاری، رقم: 257) (4) مسنون طریقہ سے وضو کرنا۔ (بخاری، رقم: 272) (5) پہلے سر پھر دائیں کندھے پھر بائیں پر پانی ڈالنا اسی ترتیب سے 3 بار کرنا۔ (بخاری، رقم: 258، مسلم، رقم: 37)				
9	عمدہ سے عمدہ کپڑے پہننا، خوشبو لگانا۔ نیز: سفید کپڑے پہننا۔ (ابوداؤد، رقم: 1078) نوٹ: امام ان چیزوں کا اور زیادہ اہتمام کرے۔ (کویتیہ، تزین، فقرہ: 11)				

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

10	سراور داڑھی کے بالوں میں تیل لگانا۔ (بخاری مع الفتح، رقم:883، ابوداؤد مع البذل، رقم:353، بیہقی، رقم:2988، مؤطا امام مالک) بائیں ہاتھ کی ہتھیلی میں تیل ڈال کر پہلے ابروؤں، پھر پلکوں، پھر سر/ داڑھی پر لگانا، (شیرازی، عزیزی) جب خوشبودار تیل آپ کو پیش کیا جاتا تو پہلے آپ اس میں انگلیاں ڈبوتے پھر جہاں لگانے ہوتا انگلیوں سے استعمال فرماتے۔ (ابن عساکر)				
11	سراور داڑھی میں کنگھا کرنا، جب کنگھا کرنا ہوتو پہلے دائیں جانب سے کرنا۔ (بخاری مع الفتح، رقم:883) کنگھا کرتے ہوئے یا حسب ضرورت جب بھی آئینہ دیکھیں تو یہ دعا پڑھنا: "أَللّٰهُمَّ أَنْتَ حَسَّنْتَ خَلْقِيْ فَحَسِّنْ خُلُقِي" (مشکوٰۃ)				
12	جمعہ کی نماز کے لیے جلد سے جلد مسجد پہنچنا (سورۂ جمعہ:9) کوشش کر کے زوال سے کچھ پہلے ہی پہنچنا۔ (1) جس ترتیب سے نمازی آتے ہیں اسی ترتیب سے قیامت کے دن دربار الٰہی میں جگہ ملے گی۔ (ابن ماجہ، رقم:1094) نیز: اسی ترتیب سے فرشتے نام لکھتے ہیں۔ سب سے پہلا سب سے افضل شمار ہوتا ہے اور اس کو مکہ کے فقیروں پر اونٹ صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے، بعد والے کو گائے، پھر دنبہ، پھر مرغی اور پھر انڈہ کا ثواب ملتا ہے۔ (مشکوٰۃ مع مظاہر حق، رقم:1384، بخاری، رقم:881) (2) جلدی جانے والے کو ہر قدم پر ایک سال کے روزے ایک سال کی رات کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ (مشکوٰۃ، رقم:1388) (فضائل کے باب میں اس سے زیادہ ثواب والی کوئی صحیح حدیث نہیں ہے۔ (مرقاۃ))				
13	سکون و وقار کے ساتھ پیدل مسجد جانا۔ ہر قدم پر ایک سال کے روزے ایک سال کی رات کی عبادت کا ثواب ہے۔ (مشکوٰۃ، رقم:1388) مسجد دور ہونے کی صورت میں سواری پر بھی جاسکتے ہیں۔ مجبوری میں مذکورہ ثواب ملنے کی امید ہے۔ کیونکہ ثواب عطا کرنے والی ذات بہت کریم ہے۔ (رسائل جمعہ:39)				
14	اگر صفیں پر ہیں تو لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر آگے نہ بڑھنا۔ ایسا کرنے والے اپنے لیے جہنم کا راستہ آسان کرتے ہیں، ان کو جہنم کا پل بنایا جائے گا، جہنمی ان کو روندتے ہوئے جہنم میں جائیں گے۔ (ابوداؤد، رقم:1118، بخاری مع الفتح، رقم:883)				
15	دو آدمیوں کے درمیان اگر جگہ نہ ہو تو وہاں گھس کر نہ بیٹھنا۔ (بخاری مع الفتح، رقم:883، مشکوٰۃ مع مظاہر حق، رقم:1381)				
16	جو پہلے سے بیٹھا ہوا ہو اس کو اٹھا کر اس کی جگہ پر نہ بیٹھنا۔ (کویتیہ تخطی الرقاب، فقرہ:6، مسلم مع روایات، ابوداؤد، مشکوٰۃ مع مظاہر حق، رقم:1386)				
17	حسب توفیق نوافل (تحیۃ المسجد، تحیۃ الوضو، صلاۃ التسبیح، جمعہ کی سنن/ قضا نمازیں وغیرہ) پڑھنا۔ (جمعہ سے جمعہ گناہوں کی معافی کے لیے یہ شرط ہے) (بخاری مع الفتح، رقم:883، مشکوٰۃ مع مظاہر حق، رقم:1381، کویتیہ، صلاۃ التسبیح)				
18	امام کے قریب بیٹھنا۔ (مشکوٰۃ مع مظاہر، رقم:91-1388، ابوداؤد مع درمنضود، رقم:1108) خیر کے کاموں میں بلا عذر تاخیر کرنے والے جنت میں دیر سے داخل ہوں گے، جنت کے اونچے درجات سے محروم رہیں گے۔				
19	جمعہ کی نماز سے پہلے صفوں میں قبلہ رخ بیٹھیں حلقہ بنا کر نہ بیٹھنا۔ (ابوداؤد مع درمنضود، رقم:1079، جامع الاصول، رقم:4002، مشکوٰۃ، رقم:1414)				
20	جمعہ کی نماز کے لیے جاتے ہوئے ایسے ہی نماز جمعہ سے پہلے انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر نہ بیٹھنا۔ (بخاری، رقم:659، مسلم، رقم:275)				
21	بیٹھے بیٹھے اونگھ آنے لگے اور ابھی خطبہ شروع نہ ہوا ہو تو جگہ بدلنا۔ (ابوداؤد، رقم:1119، ترمذی، رقم:526، مشکوٰۃ، رقم:1394)				
22	خطبہ بیٹھ کر سننا۔ (ابوداؤد، رقم:1091، مشکوٰۃ، رقم:1418)				

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

23	خطبہ کے وقت (اچھی، بری ہر بات سے) خاموش رہنا اور خطبہ کو غور سے سننا۔ کوئی فضول کام (کپڑوں، بالوں سے کھیلنا وغیرہ) نہ کرنا۔ عین خطبہ کے وقت خاص طور سے گوٹ مار کر بیٹھنا بھی منع ہے یعنی اکڑو بیٹھ کر سرین زمین پر ٹیک کر کپڑوں یا ہاتھوں کے ذریعہ دونوں گھٹنے اور رانیں پیٹھ کے ساتھ ملا لینا۔ (مظاہر حق: 879/1، در منضود: 439) جمعہ سے جمعہ گناہوں کی معافی ان چیزوں سے بچنے پر موقوف ہے۔ (مشکوٰۃ رقم: 1381) فضول کام کرنے والے کو جمعہ کا مکمل ثواب نہیں ملتا۔ (مشکوٰۃ مع مظاہر حق: 97-85-1383) خطبہ کے وقت بات چیت کرنے والے کو حضور نے اسی گدھے سے تشبیہ دی جس کی پیٹھ پر کتابیں لاد دی گئی ہوں۔ (مشکوٰۃ، رقم: 1397)				
24	سورۂ کہف پڑھنا: جمعہ کے دن جو سورۂ کہف پڑھے گا دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ اس کے لیے عرش کے نیچے سے آسمان کے برابر بلند ایک نور ظاہر ہوگا جو قیامت کے اندھیرے میں اس کے کام آئے گا اور اس جمعہ سے پہلے جمعہ کی تمام خطایا (صغیرہ) اس کے معاف ہو جائیں گے۔				
25	جمعہ کے دن عصر کی نماز جس جگہ پڑھی ہے وہی بیٹھے بیٹھے اسّی (80) مرتبہ درج ذیل درود پڑھنا: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا **فضیلت:** اس کے اسی (80) سال کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور اسّی (80) سال کی عبادت کا ثواب اس کے لیے لکھا جاتا ہے۔ (فضائل درود شریف، شیخ الحدیث مولانا ذکریاؒ)				
26	جس شخص نے پانچ اعمال ایک دن (جمعہ) میں کیے اللہ تعالیٰ اسے جنت والوں میں لکھ دیتے ہیں۔ (1) بیمار کی عیادت کی (2) جنازے میں شرکت کی (3) روزہ رکھا (4) جمعہ کی نماز کے لیے گیا (5) غلام آزاد کیا (یا صدقہ کیا)۔ (مسلم، رقم: 6128، ترمذی: 742)				

نوٹ: اس سبق میں کل 26 سنتیں ہیں اور ہر سنت کے سامنے چار چار خانے ہیں ایک ماہ تک ہر جمعہ کو ایک خانہ اس طرح پُر کریں کہ اگر اس سنت پر عمل کیا ہے تو ✓ کا نشان نہیں کیا تو ✗ کا نشان لگا دیں۔ مہینہ کے بعد اگر ✓ نشان زیادہ ہیں تو اس بات کی علامت ہے کہ یہ سنتیں عمل میں آ چکی ہیں۔ ورنہ دوبارہ دھرائیں۔

ایک مسلمان اپنے اخلاق ایسے سنوارے

نوٹ: اس پرچہ میں اخلاق سنوارنے سے متعلق 11 اصولی باتیں ہیں اور ہر بات کے سامنے تیس (30) خانے ہیں۔ اپنے اندر اچھے اخلاق پیدا کرنے کے لیے روزانہ اپنا محاسبہ کریں کہ ''آج کا دن کیسا گزرا'' بہت بہتر کے لیے ✓✓✓ یہ نشان لگائیں کافی کے لیے ✓✓ معمولی کے لیے ✓ یہ نشان لگائیں۔ اگر عمل نہ کیا ہو تو X کا نشان لگا دیں۔

اس مذکورہ طریقہ سے روزانہ اپنا اخلاقی محاسبہ کریں، بہتر ہے کہ یہ پرچہ اپنے مربی کو بھی دیکھاتے رہیں۔

❑ **بدخواہی، نقصان، حق تلفی سے بچنا ہے، سب کے ساتھ خیر خواہی کرنی ہے:** میں پختہ ارادہ کرتا ہوں کہ میں ان شاء اللہ کسی کے ساتھ بدخواہی نہیں کروں گا۔ لہٰذا کسی کو کسی طرح بھی نقصان نہیں پہنچاؤں گا، نہ جانی نہ مالی نہ ذہنی نہ قلبی۔ کسی کی حق تلفی نہیں کروں گا (جامع الاصول:1796) ہر حق والے کا حق ادا کروں گا (مشکوٰۃ:5127) پورا پورا ادا کروں گا (شعراء:182، مطففین:1) بروقت ادا کروں گا، ٹال مٹول نہیں کروں گا (ترمذی:1312، بیہقی:121/6) سب کے ساتھ خیر خواہی (جامع الاصول:4794) احسان (بقرۃ:195) نرمی کی بنیاد پر معاملہ کروں گا (جامع الاصول:2615) مفادی نہیں معادی سوچ، لینے کے بجائے دینے کا جذبہ اختیار کروں گا (مشکوٰۃ:1113) سب کو قابل اہمیت اور عزت سمجھوں گا (معجم طبرانی) جو اپنے لیے پسند کروں گا وہی دوسروں کے لیے پسند کروں گا، جو اپنے لیے ناپسند کروں گا وہی دوسروں کے لیے ناپسند کروں گا (جامع الاصول:23) محبت نفرت، لینا دینا تمام معاملات میں اخلاص اور اللہ کی رضا کو پیش نظر رکھوں گا (جامع الاصول:4780)۔ لہٰذا آج کا دن میں اس طرح گزاروں گا/گزاروں گی کہ:

1	❑ **دوسروں کو اذیت/نقصان نہ دینا:** نفسانی غصہ کی وجہ سے نہ کسی کو ماروں گا۔ (مشکوٰۃ:3165-5125-5132) ● ذاتی مفاد کے لیے کسی سے خیانت نہیں کروں گا، دھوکہ نہیں دوں گا، جھوٹ نہیں بولوں گا۔ (انفال:27، نساء:58) کوئی ایسا رویہ/عادت/بول اختیار نہیں کروں گا جس سے کسی کی بے عزتی ہو یا کسی کو ذہنی اذیت ہو یا دل دکھے۔ (جامع الاصول:1796) ● مخالف کے ساتھ کوئی بھی رویہ اختیار کرتے ہوئے اس بات کو سوچوں گا کہ اس رویہ کا باعث اور محرک انتقامی جذبہ تو نہیں؟ اگر ایسا ہوا تو توبہ واستغفار کروں گا۔ (جامع الاصول:8819)
	❑ **ہر حق والے کا حق پہچانا:** ہر حق والے کے حق کی ادائیگی کہ اللہ کے، اللہ کے مخلوق کے مجھ پر کیا حقوق ہیں؟ ان کو سیکھوں گا، دار الافتاء سے معلوم کروں گا۔ (دارمی:580، ترمذی:478-487) ● خاص طور سے اگر کسی کے ساتھ اختلاف ہو جائے تو اپنے حق پر ہونے اور سامنے والے کے ناحق ہونے کا فیصلہ خود نہیں کروں گا بلکہ دار الافتاء یا کسی مفتی صاحب کے سامنے رکھوں گا، وہ جو بتائیں گے اس کو دل سے قبول کروں گا اگر چہ میرے مفاد کے خلاف ہو اس یقین کے ساتھ کہ اسی میں میری کامیابی ہے۔ (نساء:135، مائدۃ:8)

☐ **اذیت برداشت کرنا:** حتی الامکان اس بات کی کوشش کروں گا کہ لوگوں کی اذیتوں، حق تلفیوں، برے رویوں کو برداشت کروں، درگزر اور اعراض کروں (اعراف:199) شکوے شکایتیں نہ کروں (بخاری:5765) احسان اور ایثار سے کام لوں، بدلہ نہ لوں، جھگڑا نہ کروں۔ (جامع الاصول:9349)

☐ **برائی کا بدلہ اچھائی سے دینا:** کوشش کروں گا کہ اپنی مغفرت کے لیے اللہ کا مقرب بننے اور اخلاق کا اعلی درجہ حاصل کرنے کے لیے برائی کا بدلہ اچھائی سے دوں۔ (حٰم سجدۃ:34-35، مشکوۃ:5358)

2 ☐ **دوسروں کو نفع پہنچانا:** اپنی جان، مال، وقت، صلاحیت، تجربہ اور تعلقات کے ذریعہ دوسروں کو بالواسطہ یا بلاواسطہ فائدہ و راحت پہنچاؤں گا، لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کروں گا مشکلیں نہیں۔ (قصص:77، مجادلۃ:11، مسند احمد:14584-2233)

- جس کی اعلی شکل یہ ہے کہ اگر کوئی جان، مال، عزت اور آبرو کے اعتبار سے کسی مشکل میں، پریشانی میں خود ہو یا اس کے متعلقین میں سے کوئی ہو تو میں اس کا محافظ اور مددگار بنوں گا۔ (مسند احمد 18647، ترمذی:2726، ابوداود:4642، بخاری:1445، 2442)
- اور اگر میری جان مال، وقت، صلاحیت، تجربہ اور تعلقات کے ذریعہ کسی کا بھلا ہو سکتا ہو تو اس کے ساتھ بھلائی کروں گا۔ (مسند احمد:14584)
- میری سفارش سے اگر کسی کا کوئی جائز کام بنتا ہو اور دوسروں کو تکلیف نہ ہو تو اس کا اہتمام کروں گا۔ (جامع الاصول:4808)
- پریشان حال لوگوں کے لیے دعائیں کروں گا اور کرواؤں گا۔ (جامع الاصول:3535، مشکوۃ:5448)
- کچھ نہ ہو سکا تو اپنے اچھے بولوں (حوصلہ افزائی، تسلی، مشورہ) سے دوسروں کو فائدہ پہنچاؤں گا۔ (بخاری، بیع حاضر لباد، جامع الاصول:8681)

3 ☐ **دوسروں کے ساتھ ایثار کا معاملہ کرنا:** کوشش کروں گا کہ اپنی جان، مال، وقت، صلاحیت، تجربہ اور تعلقات کے ذریعہ دوسروں کو فائدہ پہنچانے میں ایثار سے کام لوں۔ (جامع الاصول:4700)

- دوسروں کی خواہش کی وجہ سے اگر اپنی ضرورت کو بھی قربان کرنا پڑا تو دریغ نہیں کروں گا۔
- دوسروں کی ضرورت کی وجہ سے اگر اپنی ضرورت کو بھی قربان کرنا پڑا تو دریغ نہیں کروں گا۔

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

	● دوسروں کی خواہش کی وجہ سے اگر اپنی خواہش کو بھی قربان کرنا پڑا تو دریغ نہیں کروں گا۔
	● کچھ نہ ہوسکا تو یہ ضرور کروں گا کہ دوسروں کی ضرورت کی وجہ سے اپنی خواہش کو قربان کردوں۔
4	❑ **صحبت:** احادیث اور اللہ والوں کی جو کتابیں اخلاق، کردار میں معاون ہوں ان کو اپنے مطالعہ میں رکھوں گا۔
	● اللہ والوں اور اخلاق والوں کی صحبت اختیار کروں گا، بداخلاق لوگوں کی صحبت سے بچوں گا۔
	❑ **دعا:** بااخلاق بننے کے لیے دعاؤں کا اہتمام کروں گا۔ ● اس دعا کو اپنا معمول بناؤں گا۔ **اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَایَھْدِیْ لِاَحْسَنِھَا اِلَّا اَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّیْ سَیِّئَھَا لَایَصْرِفُ عَنِّیْ سَیِّئَھَا اِلَّا اَنْتَ۔** (سنن ابوداؤد، رقم:760) اے اللہ! مجھے اچھے اخلاق نصیب فرما۔ تیرے علاوہ اچھے اخلاق کوئی عطا نہیں کرسکتا اور برے اخلاق مجھ سے دور فرما تیرے علاوہ مجھ سے کوئی برے اخلاق دور نہیں کرسکتا۔

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

کھانے پینے کی سنتیں

❑ کب کھانا چاہیے، کب نہیں؟	
1	ہر وقت نہیں کھانا چاہیے حضرت انسؓ نے یہ آیت "وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَّ عَشِيًّا" (اور وہاں ان کا رزق انہیں صبح وشام ملا کرے گا) (مریم:62) تلاوت فرما کر کہا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مومنین کا کھانا دن میں دو مرتبہ ہوتا ہے صبح اور شام۔(معارف القرآن:46/6)
2	رات کا کھانا معمولی ہی سہی ضرور کھانا چاہیے ورنہ جلد بڑھاپا آئے گا۔(ترمذی:1856)
3	مسنون روزوں (عاشورہ کا روزہ مع نویں یا گیارہویں (بخاری:2000) عرفہ یعنی ذوالحجہ کی نویں تاریخ کا روزہ (ترمذی:651) ہر قمری ماہ میں ایام بیض (13-14-15 تاریخ) کے روزے (ترمذی: 761) مستحب روزوں (شوال میں عید الفطر کے بعد چھ روزے (ترمذی:661) پیر اور جمعرات کے دن کا روزہ (ترمذی:507) یوم عرفہ (9 ذی الحجہ) کا روزہ (مسلم:1162) نفلی روزوں (صوم داؤدی (ایک دن بیچ میں ناغہ کرے سوائے ایام ممنوعہ کے ہمیشہ روزہ) رکھنا: (بخاری:1978) سردیوں میں کثرت سے نفلی روزے) کا اہتمام کرنا چاہیے۔
❑ کھانے سے پہلے کن چیزوں سے بچنا چاہیے؟	
4	کھانے پینے میں بہت زیادہ تکلفات لوازمات ہر وقت کی فرمائش سے بچنا چاہیے بلا تکلف جب جو میسر ہو جائے کھا لینا چاہیے، کھانے کے لیے نہیں جینا چاہیے بلکہ جینے کے لیے کھانا چاہیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو سرکہ کو بھی سالن قرار دیا (جامع الاصول:5566) فتح مکہ کے موقع پر سوکھی روٹی کے ٹکڑے کر کے پانی میں بھگو کر نمک اور سرکہ ملا کر کھایا (جامع الاصول:5565) ایک مرتبہ روٹی کے ٹکڑے پر کھجور رکھ کر فرمایا یہ اس کا سالن ہے (جامع الاصول:5573) بغیر چھنا جو کھا لیتے، ساری زندگی چھلنی اور میدہ نہیں دیکھا (جامع الاصول:5434)

5 کبھی کبھی اپنی پسند کے کھانے کی فرمائش بھی کی جا سکتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار گھی اور دودھ ملی گیہوں کی روٹی کی تمنا کی (جامع الاصول:5498)، ایک مرتبہ گوشت کی تمنا کی (جامع الاصول:5782)

☐ کھانے سے پہلے کن چیزوں کا اہتمام کرنا چاہیے۔

6 دسترخوان بچھانا چاہیے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میز پر نہیں دسترخوان پر کھاتے تھے۔ (جامع الاصول:5433)

7 ہاتھ دھونا چاہیے۔ اس سے کھانے میں برکت آتی ہے۔ (جامع الاصول:5465)

8 کھانا لگنے سے پہلے دسترخوان پر آجانا چاہیے۔

9 جوتے اتار کھانا چاہیے۔ یہ باعث راحت ہے۔ (مشکوۃ:4239)

☐ کیا کھانا چاہیے؟

10 حلال طیب کھانا چاہیے، حرام اور مشتبہ سے بچنا چاہیے۔ (دارمی:4533)

11 کسی حلال غذا کو اپنی طرف سے حرام اور حرام کو حلال نہیں قرار دینا چاہیے۔ (مائدۃ: 87) نہ کسی حلال کے ساتھ حرام جیسا معاملہ کرنا چاہیے۔ (مائدۃ:87) ہاں بطور پرہیز نہ کھانا درست ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (شمائل ترمذی:189)

12 اپنی پسند ناپسند پر دوسروں کو مجبور نہیں کرنا چاہیے۔ (مشکوٰۃ:4110)

13 حرام اور مشتبہ مال سے بچنا چاہیے لیکن شکی اور وہمی نہیں بننا چاہیے جہاں تحقیق کا حکم نہ ہو وہاں بلاوجہ تحقیق کرنے سے بھی بچنا چاہیے۔ (حجرات:12، ابوداود:3784)

14 ہلکی پھلکی زود ہضم معتدل (نہ بہت گرم نہ بہت سرد) اور مفید غذاؤں کا استعمال کرنا چاہیے، غیر معتدل (تیز گرم/تاثیر گرم) اور مضر صحت غذاؤں سے بچنا چاہیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تربوز کھجور کے ساتھ کھایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ کھجور کی گرمی تربوز کی سردی سے اور تربوز کی سردی کھجور کی گرمی سے ختم کردی جاتی ہے۔ (جامع الاصول: 5575) گرم کھانا نہیں کھانا چاہیے بلکہ جب اس کا جوش ختم ہوجائے تو پھر کھانا چاہیے کیونکہ سرد کھانے میں عظیم برکت ہے۔ (مشکوۃ: 4240)

15 سادہ غذائیں کھانی چاہیے کھانوں میں اسراف، فضول خرچی پیسے ضائع کرنا، عیش وعشرت اور نام ونمود دکھلاوے سے بچنا چاہیے۔ (جامع الاصول: 2798)

16 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پسندیدہ کھانے کھانا چاہیے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت فرضِ عین ہے، اور ان امور میں اتباع اس کی علامت ہے۔ سادگی، حیاء، دنیا سے بے رغبتی بھی فرض ہیں جو اس اتباع سے حاصل ہوتے ہیں۔ اعلی عقل کی علامت ہے۔ صحت بدن۔ مال کی حفاظت۔ دشمنان دین کی حرام نقالی سے بچنا۔ نوافل ومستحبات کا ثواب۔ اللہ تعالیٰ کا قرب۔ درجات کی بلندی۔ تکمیلِ فرائض کا ثواب

❑ کیوں اور کس نیت سے کھانا چاہیے؟

17 عبادت پر قوت حاصل کرنے کی نیت سے کھانا چاہیے۔ اس نیت سے کھانا کھانے پر بھی ثواب ملے گا۔ (کشف الباری: 270/1 بتغییر)

❑ کھاتے وقت کیسے بیٹھنا چاہیے۔

18 دونوں رانوں (التحیات کی شکل میں) یا دایاں گھٹنا کھڑا اور بایاں بچھا کر یا اکڑوں بیٹھ کر کھانا چاہیے۔ متکبروں، ناشکروں ناقدروں پیٹوں کی ہیئت پر نہیں کھانا چاہیے۔ (الدر المنصور شرح ابوداؤد: 7/ 451، بذل المجہود: 11/ 497)

19 اکٹھے بیٹھ کر کھانا چاہیے کیونکہ اس میں برکت ہے۔ (جامع الاصول، رقم: 5433)

❑ کتنا کھانا چاہیے؟

20 کم کھانا چاہیے، یہ مؤمن کی علامت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔ پیٹ بھر کر کھانا جائز ہے لیکن اس سے زیادہ کھانا جائز نہیں۔ (کشف الباری: 84)

❑ کیسے کھانا چاہیے کیسے نہیں کھانا چاہیے؟

اللہ کو یاد کرتے ہوئے؛

21 کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنی چاہیے۔ شروع میں بسم اللہ بھول جائیں تو یاد آنے پر بسم اللہ اولہ وآخرہ پڑھنا چاہیے۔ (جامع الاصول:5437)

22 کوشش ہو کہ ہر لقمہ اور ہر گھونٹ پر الحمد للہ پڑھیں۔ (جامع الاصول:2315)

23 کھانے کے بعد یہ دعائیں پڑھنی چاہیے؛

1) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِیْن۔ (جامع الاصول:2307)

2) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَطْعَمَ وَسَقٰی وَسَوَّغَهٗ وَجَعَلَ لَهٗ مَخْرَجًا۔ (جامع الاصول:2308)

3) الحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی أَطْعَمَنِی هٰذَا وَرَزَقَنِیهِ مِن غَیرِ حَولٍ مِنِّی وَلَا قُوَّةٍ۔ (جامع الاصول:2310)

24 جب دسترخوان اٹھایا جائے تو یہ دعا پڑھنی چاہیے؛

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَكًا فِیْهِ غَیْرَ مَكْفِیٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنٍی عَنْهُ رَبَّنَا۔ (جامع الاصول:2309)

رزق کی قدر کرتے ہوئے کھانا چاہیے؛

25 جب کھانے کے لیے بلایا جائے اور کھانا تیار ہو جائے تو فوراً آجانا چاہیے تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ (احزاب:53)

26 ٹیک لگا کر نہیں کھانا چاہیے۔ (جامع الاصول:5453)

27 دائیں ہاتھ سے کھانا چاہیے۔ بائیں ہاتھ سے رزق کی ناقدری ہے۔ (جامع الاصول:5442)

بائیں ہاتھ سے نہیں کھانا چاہیے اس لیے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے۔ (مسلم:2019)

28	کھانا بڑوں سے شروع کروانا چاہیے۔ حضرات صحابہ کرام اس وقت تک کھانے میں ہاتھ نہیں ڈالتے تھے جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابتدا نہ فرماتے۔ (مسند احمد: 14626)
29	اگر کوئی لقمہ گر جائے تو اس کو اٹھا کر کھانا چاہیے۔
30	روٹی مکمل کھانی چاہیے۔ درمیان سے کھانا اور کنارہ چھوڑ دینا رزق کی ناقدری ہے۔ (شامی: 6/340)
31	پلیٹ صاف کرنی چاہیے۔ (جامع الاصول: 5464)
32	انگلیاں چاٹ لینی چاہیے۔ (جامع الاصول: 5466) طریقہ: پہلے درمیان والی انگلی (بڑی انگلی) کو چاٹتے تھے پھر اس کے ساتھ والی شہادت کی انگلی اور دوسری انگلی اور اخیر میں انگوٹھے کو چاٹتے تھے۔ (المعجم الاوسط: 2/180)
33	کھانا کھانے کے بعد اگر دانتوں میں کچھ لگا ہوا ہو اگر اس کو خلال کے ذریعے نکال لیا تو پھینک دینا چاہیے اور اگر زبان کے ذریعے نکالا ہو تو اسے کھانا چاہیے۔ (ابوداؤد: 35)
34	کھانے کے بعد ہاتھ دھونے چاہیے۔ مضمضہ (کلی) کرنا چاہیے (بخاری: 4195)
35	ہاتھ دھونے کے بعد جو ہلکی سے چکناہٹ ہو وہ سر پر ملنا چاہیے۔ (جامع الاصول: 5446)
36	کھانے میں عیب نہیں نکالنا چاہیے۔ یہ رزق کی ناقدری ہے پسند آجائے تو کھالینا چاہیے ورنہ چھوڑ دینا چاہیے۔ (جامع الاصول: 5483)
37	پہلے دسترخوان اٹھانا چاہیے پھر خود اٹھنا چاہیے۔ (ابن ماجہ: 3295)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

38	حتی الامکان سنت طریقہ پر کھانا چاہیے غیروں کے طور طریقہ سے بچنا چاہیے؛ بلاضرورت گوشت کو چھری سے نہیں کاٹنا چاہیے۔(جامع الاصول:5451)
39	کھڑے کھڑے چلتے پھرتے نہیں کھانا چاہیے۔(ترمذی:1879)
40	کھانے کو سونگیں نہیں یہ درندوں کا طریقہ ہے۔(طبرانی فی المعجم الکبیر:285/23)
41	کھانے میں صرف اپنا نہیں دوسروں کا بھی خیال رکھنا چاہیے؛ دوسروں کو بھی کھلانا چاہیے۔(جامع الاصول:4737) گنجائش ہونے کے باوجود اپنے کھانے میں سے دوسروں کے لیے گنجائش نہ نکالنا بھی حرص کی نشانی ہے۔(جامع الاصول:5476)
42	اپنی طرف سے کھانا چاہیے(جامع الاصول:5445) ہاں مختلف قسم کی چیزیں ہوں تو سب طرف سے کھا سکتے ہیں(جامع الاصول:5446)
43	کسی کا کھانا پسند آئے تو دل جوئی کے لیے اس کی تعریف کرنی چاہیے۔(جامع الاصول:5564)
44	کھانے کے وقت ہاتھ، پیر سے ایسی کوئی حرکت نہیں کرنی چاہیے جو دوسروں کے لیے ناگواری کا باعث بنے۔(جامع الاصول:5478)
45	کھانے کی چیزوں میں نہیں پھونکنا چاہیے۔(مسند احمد:1907)
46	کھانا پکانے والے کو بھی اپنے ساتھ کھانے میں بھی شریک کریں۔(جامع الاصول:5889)
47	کھانے میں حرص اور ندیدہ پن کا اظہار نہیں ہونا چاہیے؛ لہٰذا بہت زیادہ اور پیٹ بھر کر نہ کھائیں۔(جامع الاصول:5473)

48 کوشش کریں کہ کھانے میں تمام انگلیاں استعمال نہ ہوں، تین انگلیاں استعمال ہوں۔ (جامع الاصول:5460)

49 دوسرے کے کپڑے/ رومال سے ہاتھ نہیں پونچھنا چاہیے۔ (ابوداود:4827)

50 عددی چیز میں کھاتے وقت اکھٹی دو دو یا اس سے زائد اٹھا کر کھانا (بڑے بڑے لقمے، بلاضرورت جلدی جلدی کھانا، ہر طرف ہاتھ مارنا) بھی حرص کی نشانی ہے۔ (جامع الاصول:5445)

51 شروع سے ہی کھانے کے درمیانی بلند حصہ پہ ہاتھ مارنا، کناروں سے نہ کھانا بھی حریصوں کی نشانی ہے۔ (جامع الاصول:5447)

52 مشکیزہ کو منہ لگا کر نہیں پینا چاہیے

1) ممکن ہے کہ کوئی زہریلی چیز پانی کے ساتھ پیٹ میں جائے۔ 2) اس طرح پینے سے یک لخت پانی پیٹ میں جائے گا جو کہ معدے کے لیے نقصان دہ ہے۔ 3) اہم بات یہ ہے کہ اس طرح پینا سنت کے خلاف۔

53 جس دسترخوان/محفل میں خلاف شرع امور (ناچ، گانا، مخلوط اجتماع، شراب) ہو رہے ہوں اس پر نہیں بیٹھنا چاہیے۔ (ترمذی:2810)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

- [ ] کھانے کے بعد کیا کرنا چاہیے، کیا نہیں کرنا چاہیے؟

54 کھانے کے بعد بلاوجہ مجلس نہیں جمانی چاہیے بلکہ اپنی مصروفیات اور مشغولیات میں لگ جانا چاہیے۔ (احزاب:53)

حاشیہ

حاشیہ

(حاشیہ:1)

حدیث کی وضاحت اور شرح کے لیے جس کتاب کی حدیث ہے اس کتاب کے مولف کا منہج ،مقصد اور اس کی خصوصیات بھی پیش نظر رکھنا انتہائی ضروری ہے، تاکہ حل حدیث میں سہولت اور آسانی رہے،اور جس مولف کا جمع احادیث میں جو مقصد پیش نظر ہو اسی کے مطابق کلام بھی کرنا چاہیے اور غیر ضروری امور کے بیان کرنے سے احتراز کرنا چاہیے، چوں کہ ہمارے یہاں دورہ حدیث میں صحاح ستہ ،طحاوی شریف اور موطین پڑھائی جاتی ہیں ،اس لیے انہیں کتابوں کے مناہج ،مقاصد اور خصوصیات قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں۔

(1)بخاری شریف:

امام بخاری کی غرض تالیف احکام اور استنباط مسائل ہے،بعض مرتبہ استنباط اس قدر دقیق ہوتا ہے کہ روایت اور ترجمۃ الباب میں مطابقت کے لیے دقتِ نظری سے کام لینا پڑتا ہے،امام بخاری بسا اوقات پوری حدیث ایک جگہ نہیں نقل کرتے ، بلکہ مختلف مواقع پر اس کے وہی ٹکڑے ذکر کرتے ہیں جس سے وہاں حکم مستنبط ہو رہا ہے،امام بخاری کے تراجم آپ کی دقت نظر اور تفقہ کی ترجمانی کرتے ہیں،اس لیے مشہور ہے: فقہ البخاری فی تراجمہ (امام بخاری کی فقہ ان کے تراجم میں ہے)

اس کے دو مطلب ذکر کیے گئے ہیں؛

(1)امام بخاری کا مسلک اور فقہی رجحان ان کے تراجم سے آشکارا ہوتا ہے۔

(2)امام بخاری کی دقتِ نظری اور ذکاوت ان تراجم سے واضح ہوتی ہے،یعنی فقہ یا تو اپنے معروف معنی میں ہے یا ذکاوت اور دقت نظری کے معنی میں ہے۔

چنانچہ مولانا محمد یوسف بنوریؒ فرماتے ہیں؛

فقہ البخاری فی تراجمہ، ولھذا القول عند شیخنا محملان ،الاول ان المسائل التی اختارھا من حیث الفقہ تظھر من تراجمہ، والثانی ان تفقھہ وذکاءہ ودقۃ فکرہ یظھر فی تراجمہ (معارف السنن 1/ 23)

(2)مسلم شریف:

امام مسلم کا وظیفہ صحیح احادیث کو جمع کرنا ہے، چنانچہ وہ ایک موضوع کی حدیث کو اس کے تمام طرق کے ساتھ ایک جگہ مرتب شکل میں جمع کر دیتے ہیں، استنباط سے ان کی کوئی غرض متعلق نہیں، یہی وجہ ہے کہ اپنی کتاب کے تراجم ابواب بھی

انہوں نے خود قائم نہیں کیے، بلکہ بعد کے لوگوں نے حواشی میں بڑھائے ہیں۔ ہمارے موجودہ ہندوستانی نسخے میں قائم کردہ عنوانات امام نوویؒ کے ہیں۔

خصوصیات:

(1) مسلم شریف کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ہر مضمون سے متعلق صحیح احادیث کو ان کے طرق کے ساتھ ایک جگہ جمع کردیا گیا ہے، اور کسی حدیث کو ایک سے زائد باب میں یا اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے مختلف ابواب میں لانے سے گریز کیا گیا ہے الا یہ کہ کہیں کوئی سخت ضرورت متقاضی ہوئی ہو۔

(2) امام مسلم نے جہاں تک ہوسکا حدیث کے اصل لفظ کی تحقیق کی پابندی کی ہے، حتی کہ اگر ایک استاذ کے چند شاگردوں کے درمیان الفاظ کا معمولی فرق بھی دیکھا تو اس پر بھی تنبیہ فرمادی اور اگر ان چند روات میں سے کسی ایک ہی کے الفاظ کو ذکر کرتے ہیں اور دوسرے کی حدیث ہم معنی ہونے کی وجہ سے اس کے الفاظ ذکر کرنا ضروری نہیں سمجھتے تو ''اللفظ لفلان'' وغیرہ تعبیر سے اس شخص کی تعیین کرتے ہیں جس کے بیان کردہ الفاظ ذکر کیے جارہے ہیں تاکہ بالفرض دونوں کے الفاظ میں کچھ معمولی اختلاف اور فرق ہو تو امام ایک لفظ کو دوسرے کی جانب منسوب کرنے کی غلطی سے محفوظ رہیں۔

(3) عام طور سے وہ احادیث جو صحابہ سے خبر واحد کے طور پر منقول ہوتی ہیں اور نیچے درجہ میں کسی کثیر التلامیذ مثلا زہری ،اعمش، مالک وغیرہ پر پہنچ کر اس کے نقل کرنے والے بہت ہوجاتے ہیں اور وہاں سے کئی سندیں بن جاتی ہیں تو ایسے موقع پر امام مسلم اپنے شیخ سے لے کر مدار سند سے ایک درجہ نیچے تک تحویل کرتے ہیں اور ''ح'' لکھ دیتے ہیں، پھر شروع سے دوسری سند مدار سند سے ایک درجہ نیچے تک پہنچاتے ہیں، اس طرح تمام سندیں الگ الگ پیش کرنے کے بعد آگے کی متفق علیہ سند لاکر متن پیش فرماتے ہیں۔

(4) امام مسلم اس بات کے حریص ہیں کہ اپنی اس کتاب میں صرف مرفوع متصل احادیث کو ہی ذکر کریں، اسی وجہ سے احادیث مرفوعہ کے ساتھ اقوال صحابہ اور فتاوی تابعین کو ذکر نہیں فرماتے، کیوں کہ ان کا مقصد مسائل فقہیہ کا اثبات اور ان کی دلیل بیان کرنا نہیں ہے۔

(5) امام مسلم کے نزدیک تعلیقات کا خانہ بہت چھوٹا ہے، چنانچہ صحیح مسلم میں کل لے دے کہ بارہ 12 تعلیقات ہیں اور وہ بھی متابعات میں ہیں، اصول میں نہیں ہیں، ابن صلاح نے ''صيانة صحيح مسلم'' میں اور ابن رشید نے ''الاحاديث المقطوعة'' میں ان احادیث معلقہ کی متصل اسانید ذکر کردی ہیں۔

(6) صحیح مسلم کا امتیاز وہ قیمتی مقدمہ بھی ہے جس میں امام مسلم نے احادیث کی صحت وضعف کے اعتبار سے تقسیم فرمائی

ہے اور کس طرح کے رجال کی احادیث صحیح میں لی ہیں اور کس طرح کے رجال کی احادیث نہیں لی ہیں اس کی وضاحت فرمائی ہے، رواۃ کے احوال اور ان کی کمزوریوں کی نشان دہی کی ہے، آنحضرت ﷺ کی جانب غلط احادیث منسوب کرنے کی قباحت، روایت حدیث میں حد درجہ احتیاط برتنے کی تلقین، ضعفاء اور متروکین سے روایت کرنے کی ممانعت، سند کے اتصال وانقطاع کو پہچاننے کے کچھ اصول اور دین اسلام میں اسناد کی شرعی حیثیت وغیرہ امور پر سیر حاصل بحث کی ہے، اور حدیث معنعن کے حجت ہونے اور راوی ومروی عنہ کے درمیان لقاء وسماع کے ثبوت کو ضروری قرار دینے والوں کے رد کے سلسلے میں جو کچھ مواد امام نے پیش کیا ہے وہ ایک مشتغل بالحدیث کے لیے سنگ میل کا درجہ رکھتا ہے۔

(8) امام مسلم کے پیش نظر چون کہ استنباط فقہی نہیں تھا، اس لیے ابواب سرے سے قائم ہی نہیں فرمائے اور بالترتیب مضمون وار احادیث ذکر کرتے چلے گئے، باب اور موضوع کی تعیین یا تو اختصار کی غرض سے ترک فرمادی یا قاری کے ذہن پر چھوڑ دیا ہے کہ وہ اپنے ذہن سے اس کا موضوع اور عنوان متعین کرلے، علماء نے اپنے اپنے طور سے کتب اور عناوین لگائے ہیں، سب سے عمدہ تبویب امام نووی کی ہے، جو مقبول عام ہے اور اس کی وجہ سے صحیح مسلم سے استفادہ آسان ہوگیا ہے۔ (حدیث اور فہم حدیث)

(3) ابوداود شریف:

امام ابوداود کا وظیفہ مستدلات ائمہ بتلانا ہے، اس لیے وہ ان احادیث کو تمام طرق کے ساتھ یکجا ذکر کردیتے ہیں، جن سے کسی فقیہ نے کسی بھی فقہی مسئلہ پر استدلال کیا ہو، اس لیے وہ امام مسلمؒ کی طرح صحیح احادیث کی پابندی نہ کرسکے، البتہ قال ابو داود کے عنوان سے وہ ضعیف اور مضطرب احادیث پر کلام کرنے کے بھی عادی ہیں۔

منہج اور خصوصیات:

امام ابوداود نے اہل مکہ کے نام اپنے خط میں اپنے نہج تالیف کو کافی حد تک واضح کردیا ہے، اس خط کو سنن ابوداود کا مقدمہ کہہ دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا، اس خط کے مندرجات نیز علماء ومحدثین کے سنن ابوداود کے مطالعہ اور ممارست کے نتیجے میں جو کچھ خصوصیات سامنے آئی ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

(1) امام ابوداود نے صرف احادیث صحیحہ کے اخراج کا التزام نہیں کیا ہے بلکہ خود ان کی تصریح کے مطابق اس میں صحیح، حسن لذاتہ، حسن لغیرہ، ضعیف اور منکر ہر طرح کی روایات موجود ہیں۔

(2) اگر کوئی حدیث دو صحیح سندوں سے مروی ہو جن میں سے ایک سند کا کوئی راوی قدیم الاسناد ہو یعنی اس کی سند علو کے وصف کی حامل ہو تو امام ابوداود علو کی خواہش میں قدیم الاسناد کی حدیث تخریج فرمالیتے ہیں اور اس سے احفظ کی روایت ذکر

نہیں کرتے ہیں، یہ کوئی عیب نہیں ہے، ایسا شیخین بھی کرتے ہیں، جیسا کہ حازمی کے بیان میں ہے، جب کہ امام نسائی صرف علو کی خاطر ضعیف طریق کو پسند نہیں کرتے ہیں۔

(3) دیگر اصحاب سنن مثلاً امام نسائی کی طرح امام ابوداود بھی ان راویوں کی احادیث لیتے ہیں جن کے ترک پر ائمہ متفق نہ ہوں، چنانچہ ایسے رواۃ کی احادیث ابوداود میں موجود ہین جن کے متعلق بعض ناقدین ،متروک یاترکہ فلان کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

(4) امام ابوداود کسی منکر یا بہت ہی زیادہ ضعیف حدیث کی اسی وقت تخریج کرتے ہیں جب کہ باب میں اس کے علاوہ کوئی اور حدیث نہ ملے یا اس میں کوئی خاص فائدہ مذکور ہو اور جب بھی ایسی حدیث ذکر کرتے ہیں تو اس کے ضعف کو بھی بیان فرمادیتے ہیں۔

(5) امام ابوداود نے اپنی اس تصنیف کا مدار احادیث احکام کو بنایا ہے، اور جہاں تک ہوسکا زیادہ سے زیادہ احکام سے متعلق احادیث جمع کی ہیں، چنانچہ یہ کتاب احادیث احکام پر حاوی کتاب ہے، مستدلات فقہاء کو جاننے کے لیے اس کتاب کو چھوڑ کر دوسری کتاب کی ضرورت کم ہی پڑتی ہے۔

چنانچہ امام ابوداود نے فرمایا:

میرے علم میں قرآن کے بعد کسی کتاب کو سیکھنا لوگوں کے لیے اتنا ضروری نہیں ہے جتنا کہ اس کتاب کا سیکھنا ضروری ہے، اور کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بعد میری اس کتاب کو لکھ لے اور پھر کچھ نہ لکھے تو اس کے لیے کوئی نقصان کی بات نہیں ہے۔

(6) اگر ایک باب یا مضمون سے متعلق ان کے پاس احادیث کی تعداد زیادہ ہو تب بھی باب میں ایک یا دو احادیث ذکر کرنے پر ہی اکتفاء کرتے ہیں اور تمام احادیث کو پیش کرکے ناظر کو تھکن اور پریشانی میں مبتلا نہیں کرتے۔

(7) اگر ایک مضمون کی چند احادیث ذکر بھی ہیں تو تکرار سے گریز کرتے ہوئے اس کا خیال کرتے ہیں کہ ہر متن میں کوئی نیا فائدہ یا سابقہ حدیث سے مستنبط حکم کے لیے کوئی اہم مؤید اس میں پایا جارہا ہو۔

(8) بسا اوقات ایک حدیث نفس الامر میں طویل ہوتی ہے، اور حکم فقہی سے متعلق صرف اس کا تھوڑا سا حصہ ہوتا ہے، اور بقیہ قصہ اور واقعہ ہوتا ہے تو اس وقت اختصار کی غرض سے اس ٹکڑے کی نقل پر اکتفاء کرتے ہیں جو باب سے متعلق ہوتا ہے کہ مطالعہ کرنے والے پر محل استدلال اور موقع فقہ مشتبہ اور پیچیدہ نہ ہوجائے۔

(9) جتنی احادیث سنن میں امام نے ذکر فرمائی ہین بیشتر مشہور احادیث ہیں، مشہور کا مطلب یہ ہے کہ محدثین کے مابین ان کا چرچا رہا ہے، مختلف مکاتب فقہ اور ارباب فتاوی کے درمیان ان کا چلن رہا ہے، سب یا بعض کے نزدیک وہ معمول بہا

رہی ہے، اگر چہ نفس الامر میں وہ خبر واحد اور غریب ہوں۔

(10) حدیث کی سند میں اتصال کا اہتمام فرماتے ہین لیکن جب کبھی باب میں انہیں ایسی حدیث نہین ملتی جو محدثین کی اصطلاح کے مطابق متصل کہی جائے تو مرسل اور مدلس کا بھی اخراج کر لیتے ہیں جیسے الحسن البصری عن جابر کا طریق یا الحسن البصری عن ابی ھریرۃ کا طریق۔

(11) اگر کوئی حدیث ایک سے زائد طریق سے مروی ہو اور ان سب کے الفاظ میں اختلاف ہو تو اس طریق سے حدیث کی تخریج کو پسند کرتے ہیں جس کے الفاظ میں زیادہ سے زیادہ فقہی فائدہ حاصل ہوتا ہو، کیوں کہ امام ابوداود احادیث سے مستنبط ہونے والے احکام کے دائرے کو وسیع تر کرنا چاہتے ہیں، چنانچہ اس غرض سے وہ اس کی پرواہ نہیں کرتے کہ جس سند سے وہ جامع متن منقول ہے وہ سند غیر مشہور ہے۔

(12) اس کتاب سے پہلے جو کتابیں مستقلا احادیث احکام پر لکھی گئیں یا ضمنا ان احادیث احکام آئیں یہ کتاب ان سب سے زیادہ حاوی ہے بلکہ اس کا تہائی حصہ بھی ان سب کے مجموعہ سے زیادہ ہے (احادیث احکام میں)

(13) اس کتاب کی تقریبا آدھی احادیث ایسی ہین جن کو شیخین نے یا ان میں سے کسی ایک نے بھی اخراج کیا ہے۔

(4) ترمذی شریف:

امام ترمذی کا مقصد اختلاف ائمہ کو بتلانا ہے، اس لیے وہ ہر فقیہ کے مستدل کو جداگانہ باب میں ذکر کر کے ان کا اختلاف نقل کرتے ہیں، ہر باب میں عموما صرف ایک حدیث لاتے ہیں اور باقی احادیث کی طرف وفی الباب عن فلان وفلان کہہ کر اشارہ کر دیتے ہیں۔

منہج اور امتیازات:

(1) امام ترمذی نے اس بات کا التزام کیا ہے کہ وہ اپنی کتاب میں صرف اسی حدیث کا اخراج فرمائیں گے جس پر کسی فقیہ نے عمل کیا ہو یا جس سے کسی استدلال کرنے والے نے استدلال کیا ہو۔

(2) امام ترمذی کسی مسئلہ کے لیے باب باندھنے کے بعد باب سے متعلق صرف ایک یا دو احادیث کے اخراج پر اکتفا کرتے ہیں۔

(3) حدیث کے درجہ پر کلام کرتے ہیں کہ وہ حدیث صحیح ہے، حسن ہے، ضعیف ہے یا معلول ہے۔

(4) رجال پر کلام کرتے ہوئے جرح وتعدیل کے اعتبار سے ان کا مقام ومرتبہ بتاتے ہیں، سند میں اگر کوئی علت ہوتی ہے تو مختلف طرق سے اس کی علت آشکارا کرتے ہیں۔

(5)امام ترمذی کی ایک عادت یہ ہے کہ باب میں جس حدیث کا اخراج کرنا منظور ہوتا ہے اس کو عموماً غیر مشہور اور غیر صحیح طریق سے لاتے ہین حالانکہ اس حدیث کے دوسرے معروف اور صحیح طرق ہوتے ہیں، صاحب تحفۃ الاحوذی مولانا عبد الرحمن مبارکپوریؒ نے اس کے چند فوائد بتائے ہیں۔

1)لوگ اس حدیث غیر مشہور سے بھی واقف ہوجائیں۔

2)اس کی سند میں جو علت ہے اس پر بحث کر کے لوگوں کے سامنے اس علت کی وضاحت کردی جائے۔

3)اس حدیث کے متن میں جو زیادتی یا معنوی خوبی ہے جو کہ صحیح حدیث میں نہیں پائی جاتی ہے اسے بھی پیش کرنا مقصود ہوتا ہے۔

(6)علامہ بنوری صاحب معارف السنن میں فرماتے ہیں کہ: جامع ترمذی میں اس کے جامع ہونے کے باوجود احادیث کی تعداد بہت کم ہیں جس کی تلافی انہوں نے وفی الباب کے حوالوں سے کی ہے، چنانچہ باب سے متعلق اور بھی احادیث جو امام کے پاس ہوتی ہیں ان کی جانب وفی الباب عن فلان وفلان کہہ کر ان کی جانب اشارہ کردیتے ہیں، بعض دفعہ یہ فہرست خاصی طویل ہوجاتی ہے اور اس میں شبہ نہیں کہ اگر ان احادیث کو حضرت امام ان کی اسانید ومتون کے ساتھ ذکر کرتے تو ان کی یہ کتاب موجودہ جسامت سے کئی گنا زیادہ جسامت کی حامل ہوجاتی۔

شیخ احمد شاکر فرماتے ہیں:

جن صحابہ کی احادیث کا حوالہ ترمذی نے دیا ہے کوئی ضروری نہیں ہے کہ وہ تخریج شدہ حدیث کے ہم لفظ ہو بلکہ وہ اس کے ہم معنی بھی ہوسکتی ہے اور ایسا بھی ہوسکتا ہے اس کے مخالف مضمون پر مشتمل ہو یا اصلاً کسی دوسرے مضمون پر مشتمل ہو اور حدیث باب کے مضمون کی جانب دور کا اشارہ اس میں پایا جارہا ہو، چنانچہ اس کا ادراک بہت مشکل ہے، یہی وجہ ہے کہ ہم بعض شارحین کو وفی الباب میں محول بہت سی احادیث کے متعلق یہ کہتے ہوئے پاتے ہیں فلینظر من اخرجہ۔

وفی الباب کی احادیث کی تخریج حافظ زین الدین عراقی نے کی تھی لیکن ان کی کتاب کا کوئی اتا پتا نہیں ہے صرف کتابوں میں اس کا تذکرہ ملتا ہے، اس کی تلخیص حافظ ابن حجر نے اللباب کے نام سے کی ہے لیکن وہ بھی مطبوع نہیں۔

مولانا حبیب اللہ مختار شہید نے علامہ بنوری کی رہنمائی میں وفی الباب کی تخریج کا سلسلہ شروع کیا تھا جس کی ہمارے علم کی حد تک چھ جلدیں آچکی ہیں، مگر یہ کام بھی اب تک کتاب الصلوۃ سے آگے نہیں بڑھ سکا۔

(7)امام ترمذی جب کسی صحابی کی حدیث سند کے ساتھ تخریج کرلیتے ہیں تو پھر وفی الباب میں اس صحابی کا حوالہ نہیں دیتے ہیں الا یہ کہ اس کی کوئی اور حدیث ہو جس کا اس مضمون سے فی الجملہ تعلق ہو جیسا کہ انہوں نے باب صفۃ شجر الجنۃ میں اور باب کراھیۃ خاتم الذھب میں کیا ہے، چنانچہ اول الذکر میں ابوسعید خدری کی حدیث کی تخریج کی ہے اور باب میں بھی

اس کا حوالہ دیا ہے، اسی طرح ثانی الذکر میں حدیث انس کی تخریج کی ہے اور باب میں اس کا حوالہ بھی دیا ہے۔
اور کبھی باب میں حوالہ دے کر کسی خاص فائدے کے پیش نظر سند متصل کے ساتھ اخراج بھی کر دیتے ہیں۔

(5) نسائی شریف:

آپ کا مقصد آنحضرت ﷺ سے ثابت شدہ ان احادیث کو پیش کرنا ہے جن سے فقہاء استدلال کرتے ہیں، ساتھ ساتھ اپنی ناقدانہ اور محدثانہ حیثیت کو بروئے کار لاتے ہوئے اکثر علل اسانید کو بھی بیان کرتے ہیں، چنانچہ وہ احادیث کی علل خفیہ پر ھذا خطاء کہہ کر متنبہ کرتے ہیں، پھر وہ حدیث لاتے ہیں جو ان کے نزدیک صحیح ہو، اس کے ساتھ استنباط احکام پر بھی ان کی نظر ہوتی ہے۔

خصوصیات:

(1) ایک ہی باب میں احادیث کی تخریج کے دوران اس کثرت سے تفریعات کرتے ہیں کہ قاری کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ فقہاء کی آراء کے واسطے سے دلائل فراہم کر رہے ہیں، اسی وجہ سے ایک ایک جزئیہ کے لیے احادیث پیش کرتے وقت ایک حدیث کو مختلف ابواب میں بار بار لانے کی زحمت فرماتے ہیں، مثلاً حدیث نیت کو دس مرتبہ مکرر ذکر کیا ہے، بعض ناقدین کا خیال ہے کہ تکرار احادیث اور تقطیع احادیث سنن نسائی میں سب سے زیادہ پایا جاتا ہے۔
(2) فقہاء کے اقوال اور فتاوی سے بھی آپ نے اپنی کتاب کو محروم نہیں رکھا ہے اگر چہ ان کی مقدار تھوڑی ہے، مثلاً مسروق سے ہدیہ رشوت اور شرب خمر کے سلسلہ میں فتویٰ نقل کیا ہے، اسی طرح ابراہیم نخعی وغیرہ کے فتاوی بھی نقل کیے ہیں۔
(3) بعض دفعہ کسی باب میں لمبی حدیث میں سے صرف اتنے حصہ کے اخراج پر اکتفاء کرتے ہیں جس کا باب سے براہ راست تعلق ہوتا ہے، اور بقیہ پوری حدیث کو اپنی سنن میں کہیں بھی ذکر نہیں کرتے ہیں۔
(4) کسی باب میں جب متعارض احادیث مروی ہوں اور وہ ان کے نزدیک ثابت بھی ہوں تو انصاف کے ساتھ وہ ان سب کی تخریج کرتے ہیں، تاکہ یہ بتائیں کہ امت میں اس باب کہ تئیں جو مختلف آراء ہیں وہ سب سنت نبوی سے ثابت ہیں۔ مثلاً انہوں نے اسفار بالفجر اور تغلیس بالفجر دونوں باب قائم کیے ہیں، اسی طرح نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کی قراءت کرنے اور نہ کرنے کے سلسلہ میں آپ نے دو باب قائم کر کے دونوں طرح کی احادیث ذکر فرمائی ہیں۔ اور اپنے نظر انصاف کا ثبوت دیا ہے۔
(5) بعض مضامین میں جزوی اور ذیلی عناوین اس کثرت کے ساتھ لگاتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ فقہ میں کوئی کتاب لکھ رہے ہیں، چنانچہ مزارعت، شرکت، تدبیر، مکاتبہ وغیرہ کے مضامین میں آپ نے فقہی کتابوں کا اسلوب اختیار کیا

ہے،مثلا کتاب المزارعة میں آپ نے کتابة مزارعة علی ان البذر والنفقة علی صاحب الارض الخ تقریبا دوصفحات میں دقیق فقہی انداز پر مزارعت کے جزوی احکام اوران کی تفاصیل ذکر فرمائی ہیں۔

(6)امام نسائی اسانید اور متون میں رواۃ کے اختلافات کو بیان کرنے کا اہتمام فرماتے ہیں،ان میں سے امام کے نزدیک جوراجح ہوتا ہے اس پر ترجیحی دلائل پیش کرتے ہیں مثلا آپ نے ایمن بن نابل کے طریق سے مروی حدیث تشہد میں سند ومتن کے اعتبار سے علت ظاہر فرمائی اور ایمن کی توثیق کی باوجود اس حدیث کو خطاء قرار دیا۔(سنن نسائی،کتاب السہو رقم:1281)

(7)آپ نے ان متون کے نقد ودرایت کا کام بھی انجام دیا ہے جو بظاہر صحیح معلوم ہوتی ہے،اور بباطن معلول ہیں،مثلا فرماتے ہیں انبانا قتیبة بهذا الحدیث مرتین ولعله ان یکون قد سقب علیه منه شطر۔(کتاب السہو رقم:1294)

اسی طرح وصل وارسال کی اختلاف کی صورت میں بکثرت یہ کہتے ہوئے پائے جاتے ہیں هذا خطاء والصواب مرسل۔

(8)اسماء کی کنیتیں اور کنیتوں کے اسماء جن کے متعلق گڈ مڈ ہونے کا خطرہ دیکھتے ہیں ان کی وضاحت کردیتے ہیں مثلا فرماتے ہیں ابو عمار اسمه عریب بن حمید و عمرو بن شرحبیل یکنی ابا میسرة(کتاب الزکوة رقم:2507)

اس وصف میں امام ترمذی ان کے شریک ہیں۔

(9)امام نسائی متصل اور مسند احادیث لانے کی پابندی کرتے ہیں،چنانچہ ان کی سنن میں تعلیقات شاذ ونادر ہی ہوں گی،گویا اس سلسلہ میں آپ امام مسلم کے طریقہ کار کا اتباع کرتے ہیں۔

(10)امام ابوداود وترمذی کی طرح کبھی کبھی سند کے بعض رجال پر جرح وتعدیل کی حیثیت سے کلام بھی فرماتے ہیں،مثلا مذکورہ ایمن بن نابل کے بارے میں فرمایا:وایمن بن نابل عندنا لاباس به(کتاب السہو رقم:1281)

(11)محدثین کے یہاں رائج فنی اصطلاحات میں سے بہت سی اصطلاحات کو آپ نے بھی استعمال کیا ہے،چنانچہ بعض دفعہ اپنے پیش رو محدثین سے نقل کرتے ہوئے اور بعض دفعہ اپنی جانب سے ان اصطلاحی تعبیرات کا استعمال فرماتے ہیں،اہم اصطلاحات میں منکر،محفوظ ،لیس بثابت،حدیث صحیح ،محفوظ ،خطا فاحش، مرسل، مسند،اسنادہ حسن اور منکر الحدیث وغیرہ اصطلاحات سنن نسائی میں جابجا پائی جاتی ہیں۔

(12)حدیث روایت کرتے وقت طریقہ تحمل حدیث کی پوری رعایت فرماتے ہیں،چنانچہ اس کی تعبیر کا جو اسلوب

محدثین کے یہاں رائج ہوتا ہے اس کی پابندی کا اہتمام فرماتے ہیں، پس حدثنا کی جگہ اخبرنا اور اخبرنا کی جگہ حدثنا نہیں کہتے، اس سلسلہ میں تساہل نہیں برتتے ہیں بلکہ کسی قسم کا خلل ہوتا ہے تو اسے کھول کر بیان فرماتے ہیں، مثلا حارث بن مسکین ان کے ایک شیخ ہیں، ان کے اور امام نسائی کے درمیان کچھ بدمزگی ہوگئی تھی چنانچہ انہوں نے آپ کو مجلس سے اٹھادیا تھا، یہ چھپ کر ایسی جگہ سے حدیث سنتے تھے کہ حارث بن مسکین کو پتہ نہ چلے، بعد میں جب ان احادیث کو حارث کے طریق سے بیان فرمایا تو اخبرنا الحارث کہنے کے بجائے یہ تعبیر اختیار فرمائی الحارث بن مسکین قراءۃ علیہ وانا اسمع، چنانچہ نسائی میں بکثرت یہ تعبیر ملتی ہے جو امام نسائی کے انتہائی احتیاط اور تقوی کی دلیل ہے۔

(6) ابن ماجہ شریف:

ابن ماجہ کا مقصد امام ابوداود کی طرح مستدلات ائمہ کی وضاحت ہے، اسی وجہ سے انہوں نے کثرت ابواب کا اہتمام کیا ہے اور تراجم ابواب کو واضح کیا ہے، نیز ان کے پیش نظر زوائد اور غرائب کو جمع کرنا بھی ہے۔

منہج اور ترتیب:

(1) دیگر کتب سنن کی طرح اس سنن کی ترتیب بھی فقہی ہے، بلکہ حدیث تلاش کرتے وقت حدیث کے مضمون کو دیکھ کر جن مضامین کی طرف ذہن جلدی سبقت کرتا ہے سنن ابن ماجہ میں عموما ان ہی مضامین کے ابواب میں وہ حدیث مل جاتی ہے، گویا امام ابن ماجہ نے تبادر ذہنی اور ظاہر ترین مضمون کا خیال رکھا ہے، جس کی وجہ سے سنن ابن ماجہ سے حدیث کی تخریج کرنا دیگر سنن کی بنسبت زیادہ آسان ہے۔

(2) شروع کتاب میں امام نے ایک بیش قیمت مقدمہ لگایا ہے جس میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع، حجیت حدیث، بدعات سے تنفر، آزادانہ رائے اور اجتہاد سے اجتناب کرنے کی تاکید وغیرہ سے متعلق ابواب ذکر کیے ہیں۔

(7) طحاوی شریف:

امام طحاوی نے کتاب کے شروع میں کتاب کے موضوع اور غرض کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ احادیث احکام میں بظاہر متعارض احادیث کے درمیان تطبیق، ترجیح اور مناسب تاویل پیش کرنا یہ ہمارا مقصد ہے۔

امام طحاوی پہلے حدیث بیان کرتے ہیں پھر اس سے استنباط ہونے والے مسئلہ کو ذکر کرتے ہیں پھر اس مسئلہ میں اختلاف ذکر کرتے ہوئے احناف کی دلیل ایسی حدیث سے دیتے ہیں جو بظاہر احناف کے مسلک کے مخالف ہوتی ہے پھر اس حدیث کے متعدد طرق بیان کرتے ہیں، پھر احناف کی تقویت کے لیے دونوں حدیثوں کا الگ محمل بیان کرتے ہوئے تعارض دور کرتے ہیں، احناف کے مخالف حدیث کے ضعف یا منسوخ ہونے کو بیان کے بعد عموما عقلی دلیل بھی بیان کرتے

ہیں۔

اس کتاب سے امام طحاوی کا مقصد احادیث جمع کرنا نہیں بلکہ احناف کی تائید اور یہ ثابت کرنا ہے کہ امام ابوحنیفہ کا مسلک کسی جگہ بھی حدیث کے خلاف نہیں، اس طرح یہ کتاب روایت اور درایت کا حسین امتزاج ہے ان محاسن سے تمام صحاح ستہ کی کتابیں بھی خالی ہیں۔

خصوصیات:

حضرت مولانا یوسف کاندھلوی صاحبؒ نے اس کتاب کی بہترین اور مبسوط شرح **امانی الاحبار** تصنیف فرمائی ہے، جس کے شروع میں ایک بیش قیمت مقدمہ ہے، جس کا مطالعہ ہر طالب حدیث کو ضرور کرنا چاہئے، اس مقدمہ میں طحاوی شریف کی درج ذیل خصوصیات ذکر کی گئی ہیں۔

(1) اس کتاب میں ایسی بہت ساری احادیث ہیں جو دوسری امہات کتب میں نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن حجرؒ نے **اتحاف المھرۃ باطراف العشرۃ** میں اس کتاب کی ان زائد احادیث کو بھی لیا ہے جو کتب ستہ میں موجود نہیں ہیں۔

(2) امام طحاوی ایک حدیث کو بہت ساری سندوں سے لاتے ہیں جس کے نتیجے میں دوسری کتابوں میں موجود احادیث کے سند و متن سے متعلق اس کتاب میں کچھ ایسی مفید زائد باتیں حاصل ہوجاتی ہیں جو ان احادیث کے سمجھنے میں ان میں پائی جانے والی علتوں کو اجاگر کرنے میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔ مثلاً؛

(الف) نفس تعدد اسناد جس کی وجہ سے حدیث کو قوت حاصل ہوتی ہے یا اس کی قوت میں اضافہ ہوتا ہے۔

(ب) کوئی حدیث دوسری کسی کتاب میں ضعیف نا قابل استدلال سند سے مروی ہوتی ہے اور یہاں اس کی دوسری قوی سند مل جاتی ہے۔

(ج) کوئی حدیث دوسری کتاب میں مدلس کے عنعنہ کے ساتھ تھی جو اس کتاب میں اسی مدلس کے طریق سے مخرج ہوتی ہے اور اس میں سماع کی تصریح بھی ہوتی ہے، چنانچہ اس کی وجہ سے تدلیس کا خطرہ زائل ہوجاتا ہے۔

(د) کوئی حدیث کسی دوسری کتاب میں مختلط کے طریق سے ہو، جس سے اس کے شاگرد نے زمانہ اختلاط میں حدیث سنی ہو، اور وہی حدیث طحاوی میں ایسے شاگرد کے طریق سے ہوسکتی ہے، جس نے اس مختلط سے زمانہ اختلاط سے پہلے علم حاصل کیا ہوتا ہے، چنانچہ یہ واضح ہوجائے گا کہ مختلط نے اس حدیث میں کوئی غلطی نہیں کی ہے۔

(ہ) کوئی حدیث دوسری کتاب میں ارسال یا انقطاع کے ساتھ مروی ہے یا موقوفا ہو جب کہ طحاوی کی سند میں وہ حدیث

متصل اور مرفوع بھی ہوسکتی ہے۔

(و) ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ کوئی حدیث دوسری کتاب میں ایسے راوی کے طریق سے ہو جس کو اس میں مبہم یا مہمل رکھ چھوڑا گیا ہو اور طحاوی کی سند میں اس راوی کی تعیین کردی جائے، یا اس کو ایسے وصف یا نسبت سے متصف کر دیا جائے کہ وہ اپنے ماعدا سے ممتاز ہو جائے۔

(ز) اسی طرح گڈمڈ ہونے والے اسماء، القاب اور کنیتوں کی تمیز بھی ہوتی ہے۔

(ح) اضطراب یا رفع ووقف اور وصل وارسال کا اختلاف بھی معلوم ہوتا ہے۔

غرض ایسے اسنادی فوائد حاصل ہوتے ہیں جن کے ذریعہ دوسری کتابوں میں الجھی ہوئی گتھیاں سلجھ جاتی ہے۔

(ط) اسنادی فوائد کے علاوہ اس کتاب سے متن حدیث سے متعلق فوائد بھی بہت سے حاصل ہوتے ہیں، چنانچہ ایک حدیث کسی کتاب میں مختصر ہوتی ہے تو اس میں مطول، دوسری میں مجمل ہوتی ہے تو اس میں مفسر، دوسری میں مطلق ہوتی ہے تو اس میں مقید، اسی طرح بعض متون کے ساتھ سبب ورود حدیث مذکور ہوتا ہے، جس کی وجہ سے منشاء کو سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔

(3) اس کتاب میں بہت سے آثار صحابہ وتابعین اور اقوال ائمہ پائے جاتے ہیں جو دوسری کتب میں نہیں ہوتے ہیں، اور ان کی مدد سے مراد حدیث تک پہنچنے میں آسانی ہوتی ہے۔

(4) فنی اعتبار سے احادیث کی تصحیح، تضعیف اور متعارض احادیث کے درمیان ترجیح یا تطبیق سے متعلق ائمہ کے اقوال سند کے ساتھ نقل کیے جاتے ہیں۔

(5) مسائل فقہیہ کا عنوان لگایا جاتا ہے اور اس کے ذیل میں احادیث بکثرت لاکر ان سے استنباط واستدلال کے ایسے انوکھے پہلو اجاگر کیے جاتے ہیں کہ جن کی جانب عموماً مشکل سے ذہن منتقل ہوتا ہے۔

(6) ایک فقہی مضمون کا عنوان باندھ کر اس کے ذیل میں کچھ ایسی احادیث بکثرت امام طحاوی لاتے ہیں کہ اگر خود امام ان احادیث سے طریقہ استدلال اور وجہ استنباط کی وضاحت نہ کریں تو اس حدیث کا مسئلہ زیر بحث سے تعلق سمجھنا انتہائی مشکل ہوتا ہے، مثلاً **المومن لاینجس** اور **ان الارض لاتنجس** کو **باب الماء یقع فیه النجاسة** میں امام طحاوی نے ذکر کیا ہے، اس حدیث سے مسئلہ باب کا کیا تعلق ہے؟ یہ سمجھنا انتہائی مشکل ہے، اسی طرح **باب الصلوۃ الوسطی** میں مغرب، عشاء کی فضیلت کی احادیث اور قنوت کے معنی سے متعلق کچھ آثار لانا بھی بظاہر باب کے عنوان سے میل نہیں کھاتا اور امام نے اپنی دقت نظر اور اچھوتے طرز استدلال کے ذریعہ مناسبت بخوبی واضح فرمادی ہے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ کتاب الطلاق میں لیلۃ القدر کی فضیلت اور لیلۃ القدر کس رات میں ہوتی ہے؟ اس کے متعلق بہت

ساری احادیث لے آئے ہیں، اسی طرح باب فی وقت الفجر میں قراءت فی الفجر کی احادیث لے آئے ہیں اب ظاہر ہے کہ حضرت امام طحاوی اگران احادیث کی مسئلہ زیر بحث سے مناسبت اور طرز استدلال خود بیان نہ فرمائیں تو کس کا ذہن اس کی جانب جاسکتا ہے؟

(7) اس کتاب میں مذہب احناف کی تائید میں دلائل فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ دیگر ائمہ کے مستدلات کی بھی کافی مقدار پائی جاتی ہے۔

(8) سب سے بڑا فائدہ اس کتاب کی ممارست ومزاولت سے یہ ہوتا ہے کہ مختلف اور متعارض احادیث کے درمیان اسنادی پہلوؤں سے نقد ونظر کا ملکہ حاصل ہوتا ہے اور متن کے نقد ودرایت کے داخلی معیار کو استعمال کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے بایں طور کہ احادیث کو قرآن، احادیث واردہ فی الباب، اجماع اور عمل متوارث سے موازنہ کر کے تطبیق یا ترجیح کی عملی مشق ہوتی ہے، اسی وجہ سے علامہ زاہد الکوثریؒ نے فرمایا ہے:

عالم میں فقہی ملکہ پیدا کرنے اور نصوص میں اسنادی پہلوؤں کے علاوہ داخلی نقد ونظر کے ساتھ تفقہ کے مختلف انداز سکھانے کے سلسلے میں اس کتاب کی نظیر دنیا میں موجود نہیں ہے۔ (حدیث اور فہم حدیث)

مؤطین:

امام مالکؒ باب کا موضوع بیان کرتے ہیں، اس کے مطابق حدیث درج کرتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ اقوال صحابہ، تابعین اور اکثر مواقع پر عمل اہل مدینہ کا بھی ذکر کرتے ہیں، بعض دفعہ ذاتی طور پر فقہی آراء پر روشنی ڈالتے ہیں۔

مؤطا کے بارے میں امام مالکؒ خود فرماتے ہیں:

میری کتاب میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے، صحابہ کے اقوال ہیں پھر تابعین کے، اور رائے یعنی اجماع اہل مدینہ ہے، میں ان سے باہر نہیں نکلا۔

امام مالکؒ نے مؤطا کو فقہی ابواب پر مرتب فرمایا ہے، انہوں نے صرف احادیث مرفوعہ پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ اس میں اقوال صحابہ اور فتاویٰ تابعین کو بھی جمع کر دیا۔

امام کا مقصد صرف نصوص شریعت کی تدوین نہ تھا، بلکہ آپ نصوص سے مسائل کے استنباط واستدلال کے لیے ایک جامع طرز اسلوب متعارف کروانا چاہتے تھے۔ امام کا اس کتاب کی تالیف سے مقصد فقہ کے اصول وفروع کا بیان تھا۔

(شرح حدیث کے لیے ضروری امور:79-62)

(حاشیہ:2)

امام بخاریؒ کے اساتذہ وشیوخ کی تعداد بہت زیادہ ہے ان کا خود بیان ہے: میں نے ایک ہزار اسی آدمیوں سے حدیثیں لکھیں ان میں سب کے سب محدث تھے۔ لیکن یہ مسلم ہے کہ ان کو اسحاق بن راہویہ اور علی بن المدینی سے زیادہ فیض پہنچا تھا۔ (آفتاب بخاری:142)

(حاشیہ:3)

1) مکی بن ابراہیم 11   2) امام ابو عاصم 6   3) محمد بن عبداللہ انصاری 3

4) خلاد بن یحی 1   5) عصام بن خالد

(حاشیہ:4)

مشائخ مکہ

1) عبداللہ بن زبیر حُمیدی المکیؒ   2) احمد بن محمد المکیؒ

مشائخ مدینہ منورہ

1) عبدالعزیز بن عبداللہ العامری الاویسی المدنیؒ   2) محمد بن عبیداللہ بن محمد القرشی الاموی المدنیؒ

3) ابویعقوب اسحاق بن محمد الفروی المدنیؒ   4) مطّرف بن عبداللہ الہلالی ابومصعب المدنیؒ

5) اسماعیل بن ابی اویس المدنیؒ   6) ابرہیم بن المنذر القرشی الاسدی الجزامی المدنیؒ

7) ابراہیم بن حمزہ مدنیؒ   8) ایوب بن سلیمان بن بلال القرشی المدنیؒ

9) محمد بن عبید المدنیؒ   10) عبداللہ بن مسلمہ بن قعنب مدنی القعنبیؒ

مشائخ کوفہ

1) محمد بن عبداللہ بن نمیر الکوفیؒ   2) مالک بن اسماعیل بن درہم ابوغسان الکوفیؒ

3) محمد بن العلاء بن کریب الہمدانی الکوفیؒ   4) احمد بن اشکاب الکوفی

5) اسماعیل بن ابان الورّاق الاٗزدی الکوفیؒ   6) محمد بن سابق تمیمی الکوفیؒ

7) فروۃ بن ابی المغراء الکوفیؒ   8) حسن بن الربیع الکوفی

9) محمد بن عبداللہ بن حوشب الطائفی ثم الکوفیؒ   10) قبیصہ بن عقبہ السوائی الکوفیؒ

11) احمد بن یونس الکوفیؒ   12) حضرت اسماعیل بن خلیل الکوفیؒ

13) یحییٰ بن سلیمان الجعفی الکوفیؒ
14) عمر بن حفص بن غیاث الکوفیؒ
15) عثمان بن ابی شیبہ الکوفیؒ
16) عثمان بن سعید الکوفیؒ
17) یحییٰ بن یعلی المھاربی ابوزکریا الکوفیؒ
18) خلاد بن یحییٰ السلمی ابومحمد الکوفیؒ
19) خالد بن مخلد قطوانی الکوفیؒ
20) طلق بن غنام الکوفیؒ
21) ابوعبداللہ الجرمی الکوفیؒ
22) ابونعیم فضل بن دُکین الکوفی

مشائخ بصرہ

23) اسحاق الواسطی البصریؒ
24) مسدد بن مسرہد البصریؒ
25) سلیمان بن حرب البصریؒ
26) بدل بن المحبری التمیمی الیربوعی البصریؒ
27) موسیٰ بن مسعود ابوحذیفہ نہدی البصری
28) عمر بن عاصم البصری
29) محمد بن سعید الخزاعی البصریؒ
30) عیاش بن الولید البصری
31) مسلم بن ابراہیم الازدی الفراہیدی البصریؒ
32) عبداللہ بن رجاء البصریؒ
33) ھُدبہ بن خالد البصریؒ
34) عبداللہ بن محمد بن حُمید (بن ابی الأسود البصریؒ)
35) احمد بن شبیب البصریؒ
36) صلت بن محمد ابوہمام الخارکی البصریؒ
37) قُرۃ بن حبیب البصریؒ
38) عمرو بن مرزوق البصریؒ
39) معلی بن اسد البصریؒ
40) معاذ بن اسد البصریؒ
41) حجاج بن المنہال الانماطی البصریؒ
42) عمران بن میسرہ ابوالحسن الآدمی البصریؒ
43) محمد بن الفضل السدوسی البصریؒ
44) معاذ بن فضالہ الزہرانی البصریؒ
45) محمد بن کثیر العبدی البصریؒ
46) محمد ابن المثنی البصریؒ
47) عبداللہ ابن عبدالوہاب البصریؒ
48) موسیٰ بن اسمعیل المنقری التبوذکی البصریؒ
49) حسین بن عمر بن ابراہیم عبدی البصریؒ
50) محمد بن محبوب البُنانی البصریؒ
51) سلیمان بن داؤد العتکی الزہرانی البصریؒ
52) عمرو بن عباس الباہلی البصریؒ
53) قیس بن حفص تمیمی دارمی البصری
54) بشر بن خالد عسکری البصریؒ
55) محمد بن بشار البصریؒ
56) شیخ عبداللہ بن محمد بن اسماء البصریؒ

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

57) ہشام بن عبد الملک الباہلی البصریؒ 58) الحسن بن مدرک البصری
59) عبید اللہ بن معاذ عنبری البصریؒ 60) احمد بن المقدم البصری
61) زیاد بن یحیٰی بن حسان بن عبد اللہ حسان البصریؒ 62) عبد السلام بن مطہر البصریؒ
63) حرمی بن حفص عتکی قسملی البصریؒ 64) حسان بن حسان البصریؒ
65) عمرو بن عون بن اوس بن الجعد السلمی ابو عثمان الواسطی البزاز البصریؒ
66) احمد بن عبد اللہ بن علی المنجوفی السدوسی البصریؒ
67) بن عمر بن حفص البکراوی البصریؒ 68) محمد بن بکر بن عثمان البُرسانی البصریؒ
69) محمد بن عبد اللہ لرقاشی البصریؒ 70) محمد بن سنان البصریؒ
71) عبد الاعلیٰ بن حماد الباہلی البصریؒ 72) عبدہ بن عبد اللہ بن عبدہ الخزاعی الصفار البصریؒ
73) ربیع بن یحیٰی بن مقسم ابو الفضل البصریؒ 74) محمد بن حاتم بن بزیع البصریؒ
75) امیہ بن بسطام بن المنتشر البصریؒ 76) محمد بن المنہال البصری
77) خلیفہ بن خیاط البصریؒ 78) عبد اللہ بن یزید القرشی العدَوی المقری البصری ثم المکیؒ
79) علی بن المدینی البصریؒ 80) ابو عاصم ضحاک بن مخلد النبیل الشیبانی البصریؒ
81) محمد بن ابی بکر المقدمی البصریؒ 82) عبد اللہ بن عمر تمیمی البصریؒ
83) عبد الرحمن ابن مبارک ابن عبد اللہ العیشی الطفاوی الدوسی البصریؒ

مشائخ بخاریٰ

1) ہارون بن الأشعث الھمدانی البخاریؒ 2) یحیٰی بن جعفر بن اعین الازدی البارقی ابوزکریا البکاری البیکندیؒ
3) اسحان بنا براہیم بن نصر البخاریؒ 4) بیان بن عمرو البخاریؒ
5) عبد اللہ بن محمد المسندی البخاریؒ

مشائخ نیشاپور

1) یحیٰی بن یحیٰی نیشاپوریؒ 2) حسین بن منصور نیشاپوریؒ
3) اسحاق بن مصور بن بھرام الکوسج نیشاپوریؒ 4) طعمرو بن زُرارہ بن واقد الکِلابی نیشاپوریؒ
5) عبید اللہ ابن سعید ابن یحیٰی ابو قدامہ سرخسی نیشاپوریؒ 6) بشر بن الحکم العبدی نیشاپوریؒ
7) محمد بن رافع بن ابی یزید القشیری نیشاپوریؒ 8) اسحاق بن ابراہیم ابن مخلد راہویہ المروزی ثم نیشاپوریؒ

مشائخ مرو

1) بشر بن محمد سختیانی المروزیؒ
2) محمد بن مقاتل المروزیؒ
3) صدقہ بن الفضل المروزیؒ
4) محمود بن غیلان عدوی المروزیؒ
5) حبان بن موسیٰ المروزیؒ
6) یوسف بن عیسیٰ المروزیؒ
7) احمد بن محمد المروزیؒ
8) عبدہ بن عبد الرحیم بن حسان المروزیؒ
9) عبداللہ بن منیر المروزیؒ

مشائخ خرسان

1) محمد ابن یوسف بن واقد بن عثمان الضبی الفریابی الخراسانی
2) حسین بن عیسیٰ بن عمران الطائی الخراسانیؒ
3) یحییٰ بن یوسف ابی کریمہ الخرسانیؒ
4) قتیبہ بن سعید الخراسانی
5) عبدان الخراسانیؒ

مشائخ مصر

1) عثمان بن صالح بن صفوان السہمی المصریؒ
2) عبر بن خالد تمیمی خزاعی الحرّانی المصریؒ
3) عمر بن خالد تمیمی خزاعی الحرّانی المصریؒ
4) ابن ابی مریم المصریؒ
5) سعید بن کثیر بن عُفیر المصریؒ
6) اصبغ ابن الفرج المالکیؒ المصریؒ
7) عبداللہ بن یوف التنیسی ابو محمد الکلاعی المصریؒ
8) یحییٰ بن عبداللہ بکر االقرشی المخزومی المصریؒ

مشائخ بغداد

1) اسماعیل ابن ابراہیم بن معمر بن الحسن الہذلی ابو معمر الہروی نزیل بغدادیؒ
2) عبید ابن اسماعیل القرشی الہبّاریؒ
3) حسن بن الصباح بن محمد ابزار البغدادیؒ
4) حسن بن محمد بن الصباح الزعفرانی البغدادیؒ
5) سعید بن سلیمان البغدادیؒ
6) علی بن مسلم البغدادیؒ
7) احمد بن ابی سُریج
8) زھیر ابن حرم ابن شداد الحرشی البغدادیؒ
9) علی بن الجعد البغدادیؒ
10) سلیمان بن داود البغدادیؒ
11) محمد بن عبد الرحیم القرشی العدوی البغدادیؒ
12) عباس بن الحسین القنطری البغدادیؒ
13) عبد الرحمن بن یونس البغدادیؒ
14) معاویہ بن عمرو ابن المہلّب الازدی البغدادیؒ
15) سعید ابن یحییٰ بن سعید الاموی القرشی البغدادیؒ
16) محمد بن حسین بن ابراہیم العامری ابو جعفر بن اشکاب

البغدادیؒ

17) محمد بن عیسیٰ البغدادیؒ

18) شیخ علی بن مسلم بن سعید الطوسی البغدادیؒ

19) یحییٰ بن معین بن عون بن زیاد البغدائیؒ

20) سریج بن نعمان الجوھری البغدادیؒ

مشائخ شام

1) یحییٰ بن صالح الوحاظی الشامیؒ

2) اسحاق بن ابراہیم بن یزید القرشی الدمشقی الشامیؒ

3) خطاب بن عثمان الحمصیؒ

4) حیوۃ بن شریح بن یزید الحضرمی الحمصیؒ

5) عبدالقدوس بن الحجاج الخولانی الحمصیؒ

6) ابوالیمان البہرانی الحمصیؒ

7) خالد بن خلی الحمصی

مشائخ بلخ

1) مکی بن ابراہیم تمیمی حنظلی البلخیؒ

2) زکریا بن صالح اللؤلؤوی البلخیؒ

3) احمد بن عبدالملک بن واقد الاسدی الحرانیؒ

مشائخ بیکند

1) محمد سلاّم البیکندیؒ

مشائخ عسقلان

1) آدم بن ابی ایاس العسقلانی

مشائخ من بلاد شتیٰ

1) یعقوب بن ابراہیم بن کثیر الدورقیؒ

2) ابراہیم بن موسیٰ التمیمی الرازیؒ

(حاشیہ:5)

امام بخاری رح کے شیوخ کثیر ہیں اور اکثرھم روایۃ کی تعیین یہاں قدرے دشوار ہے، اس لئے حافظ ابن حجرؒ نے ھدی الساری میں امام بخاریؒ کے شیوخ کا تعارف پانچ طبقات میں تقسیم کر کے کروایا ہے، وہ پانچ طبقات درج ذیل ہیں؛

1. تابعین سے روایت کرنے والے

2. وہ شیوخ جو اسی زمانے کے ہیں لیکن ثقات تابعین سے روایت نہیں کرتے۔

3. وہ شیوخ جن کی تابعین سے ملاقات نہیں ہے لیکن تبع تابعین میں سے کبار رواۃ سے روایت کرتے ہیں۔

4.طلب حدیث میں امام بخاری رح کے رفقاء کا طبقہ۔
5.وہ حضرات جو عمر و اسناد کے اعتبار سے درحقیقت امام بخاریؒ کے تلامذہ کے درجے کے ہیں، لیکن کسی فائدہ کے حصول کے لئے امام بخاریؒ ان سے روایت لائے ہیں۔

ان پانچوں طبقات کے رواۃ کی تفصیل ھدی الساری سے دیکھی جاسکتی ہے۔

پھر حافظ صاحب تہذیب التہذیب میں زھرۃ نامی کتاب کے حوالے سے بتایا کرتے ہیں کہ اس راوی سے امام بخاری یا امام مسلم اپنی صحیح میں کتنی روایات لائے ہیں۔اس کتاب کا پورا نام زھرۃ المتعلمین فی اسماء مشاھیر المحدثین ہے، حافظ مغلطائی حنفیؒ کی کتب بھی اس کے حوالوں سے بھری ہوئی ہیں، لیکن آج کل مفقود ہے۔

(سیرت امام بخاریؒ، دارالسلام: 120)

(حاشیہ:6)

1)احمد بن اسحاق السورماری

حافظ ابن حجرؒ العسقلانی نے لکھا ہے کہ ان کی شجاعت کی مثالیں پیش کی جاتی تھیں۔ابن حبان نے لکھا ہے کہ جہاد کا بہت شوق تھا اور بہت عابد وزاہد تھے۔ان کا قول ہے کہ میں نے اپنی تلوار سے تقریباً ایک ہزار کفار کو قتل کیا ہے اگر بدعت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں یہ وصیت کرتا کہ یہ تلوار میرے ساتھ میری قبر میں دفن کی جاتے۔

ان کے بیٹے سے منقول ہے کہ مامون الرشید نے میرے ہاں ایک دفعہ 23000 درہم ہدیہ دیے لیکن احمد نے قبول نہیں کیے۔(مقالہ احوال شیوخ امام بخاریؒ، مفتی نظام الدین شامزئی: 107)

2)ابوعبداللہ احمد بن سعید الرباطی

خلیلی نے کہا ہے کہ یہ حافظ اور متقن تھے اور محمد بن علی انصار کہا کرتے تھے کہ اگر حسن بصری زندہ ہوتے تو ان کو بھی اسحاق بن راہویہ کی ضرورت پڑتی۔میں نے اسحاق کے بعد احمد رباطی جیسا کوئی نہیں دیکھا۔رباطی سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں احمد بن حنبل کے پاس آیا تو انہوں نے میری طرف ذرا توجہ نہ کی۔میں نے کہا اے ابوعبداللہ خرسان میں لوگ مجھ سے احادیث لکھتے ہیں اگر آپ میرے ساتھ یہ رویہ رکھیں گے تو لوگ مجھ سے حدیث لکھنا چھوڑ دیں گے اس پر انہوں نے کہا کہ احمد کیا قیامت کے روز اس بات سے چھٹکارمل سکتا ہے کہ نکلا جائے۔عبداللہ بن طاہر اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے کہاں ہیں تو تم اپنا اس کے ساتھ تعلق سوچ لو۔میں نے کہا کہ اس نے خود ہی مجھے رباط کا حاکم بنا دیا ہے اس پر وہ اپنی

بات دہراتے رہے۔اور مجھ سے بار بار یہی کہتے رہے یعنی یہ حاکم تھے اور امام احمد کو ان کی یہ حیثیت پسند نہ تھی۔(مقالہ احوال شیوخ امام بخاریؒ، مفتی نظام الدین شامزئی:111)

3)احمد بن سنان

ابن ابی حاتم نے کہا ہے کہ وہ اپنے زمانے کے امام تھے اور ان کے والد ابوحاتم کہتے ہیں کہ وہ ثقہ، صدوق تھے۔ابراہیم بن اورمۃ کہتے ہیں کہ ہم ابی موسیٰ اور بندار سے جو احادیث لکھتے تھے تو احمد بن سنان سے اس کی مراجعت کرتے تھے اور احمد بن سنان سے جو احادیث لکھتے، ان کے بارے میں ان کے اتقان اور ضبط کی وجہ سے کسی اور سے مراجعت نہیں کرتے تھے۔

ان کے بیٹے جعفر بن احمد بن سنان کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو کہتے سنا کہ دنیا میں کوئی ایسا مبتدع نہیں جو حدیث سے بغض نہ رکھتا ہو۔اور جب آدمی بدعت اختیار کرتا ہے تو حدیث کی مٹھاس اس کے دل سے نکال لی جاتی ہے۔(مقالہ احوال شیوخ امام بخاریؒ، مفتی نظام الدین شامزئی:113)

4)احمد بن صالح

علی بن عبدالرحمن نے اپنی سند کے ساتھ ابونعیم سے روایت کی ہے کہ وہ احمد کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ ہمارے پاس اس نوجوان سے زیادہ اہل حجاز کی احادیث جاننے والا کوئی نہیں آیا۔

حافظ بن عدی نے کہا ہے کہ میں نے احمد بن عاصم الاقرع سے مصر میں سنا انہوں نے کہا کہ میں نے ابوزرعہ دمشقی کو کہتے سنا ہے کہ میں عراق گیا تو احمد بن حنبل نے مجھ سے پوچھا کہ تم انے اپنے پیچھے مصر میں کس کو چھوڑا۔میں نے کہا احمد صالح کو وہ احمد کا ذکر سن کر بہت خوش ہوئے ان کا ذکر خیر فرمایا اور ان کے لیے دعا فرمائی۔

اور حافظ نہاوندی نے کہا ہے کہ میں نے یعقوب بن سفیان کو کہتے سنا کہ میں نے ایک ہزار سے زائد شیوخ سے زائد احادیث لکھی ہیں۔جو سب کے سب ثقہ تھے۔ان میں سے دو ایسے ہیں جن کو میں اللہ کے نزدیک حجت بنا سکتا ہوں ایک احمد بن حنبل اور دوسرے احمد بن صالح۔

امام بخاری نے کہا ہے کہ احمد بن صالح ثقہ اور صدوق ہیں، میں نے کسی کو ان کے بارے میں کلام کرتے نہیں دیکھا۔احمد بن حنبل، علی اور ابن نمیر وغیرہ احمد بن صالح کی تعریف کیا کرتے تھے اور علی کہتے تھے کہ احمد سے مسائل پوچھو اس لیے کہ وہ اس معاملے میں دوسروں سے زیادہ قابل اعتماد ہیں۔

خطیب نے کہا ہے کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ احمد بن صالح صرف باریش شخص کو حدیث سناتے تھے۔کسی بے ریش

لڑکے کو مجلس میں سماع احادیث کے لیے لانا چاہا۔تو احمد نے انکار کر دیا۔اس پر ابوداود نے کہا کہ یہ اگر چہ بے ریش ہے لیکن بہت سے باریش لوگوں سے زیادہ حافظ ہے۔اس پر احمد بطور امتحان اس سے چند چیزوں کے بارے میں پوچھا تو اُس نے سب کا صحیح جواب دیا۔اس وقت احمد نے اس کو بھی حدیث کی تعلیم دینا شروع کی۔اس کے علاوہ کسی امرد کو شاگرد نہیں بنایا۔

5) احمد بن مقدام البصری العجلی

ابوداود کا کہنا ہے کہ میں ان سے روایت نہیں لیتا یہ لوگوں کو حیلے سکھاتے تھے اس بارے میں یہ واقعہ ذکر کیا ہے کہ بصرہ میں کچھ دیوانے تھے جو دراہم کی پوٹلی راستے میں ڈال دیتے اور خود چھپ کر انتظار کرنے لگتے جب کوئی اسے اٹھانے لگتا تو شور مچاتے اور اسے شرمندہ کرنے لگتے تو ابواشعث نے لوگوں کو یہ طریقہ بتایا کہ وہ اپنے پاس شیشے کے ٹکڑوں سے بھری تھیلی رکھیں جب دراہم کی تھیلی اٹھاتے وقت دیوانے شور مچانے لگیں تو دراہم کی پوٹلی کو شیشے والی پوٹلی سے بدلیں۔لیکن ابن عدی نے کہا ہے اس سے ان کی عدالت وحیثیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ وہ اہل صدق میں سے ہیں۔(مقالہ احوال شیوخ امام بخاریؒ، مفتی نظام الدین شامزئی:134)

6) ابراہیم بن یونس بن یزید التیمی

امام ذہبیؒ نے لکھا ہے کہ علم حدیث حاصل کرنے کے لیے انھوں نے پوری اسلامی دنیا کا سفر کیا تھا اور احادیث جمع کی تھیں۔تصنیف وتالیف کا شغف بھی تھا۔ابوزرعۃ الرازی نے ان کی بہت تعریف کی ہے فرمایا کہ میں نے ابراہیم بن موسیٰ سے ایک لاکھ حدیثیں لکھی تھیں وہ ابوبکر بن ابی شیبۃ صاحب المصنف سے بھی زیادہ متقن اور حافظ تھے اور صحیح حدیث والے تھے۔(مقالہ احوال شیوخ امام بخاریؒ، مفتی نظام الدین شامزئی:141)

7) آدم بن ابوایاس

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ شعبہ بغداد میں جب درس دیتے ان کی مجلس میں سوائے آدم بن ایاس کے کوئی دوسرا لکھنے والا نہیں تھا۔

بعض لوگوں کا یہ گمان ہے کہ آدم بن ابوایاس شعبہ کے پاس ہی رہتے تھے اور یہ ان چھ سات لوگوں میں سے ایک ہیں جو شعبہ کے پاس احادیث لکھتے اور ضبط کرتے تھے اس فن کے بہت سارے ائمہ نے ان کی توثیق کی ہے جیسے یحییٰ بن معین ابوداود، سلیمان بن اشعث وغیرہ۔(مقالہ احوال شیوخ امام بخاریؒ، مفتی نظام الدین شامزئی:143)

8) اسحاق بن راہویہ

وھب بن جریر کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ اسحاق بن راھویہ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ انہوں نے مشرق میں سنت کو زندہ کیا۔ یحییٰ بن معین نے ان کو امیر المومنین فی الحدیث کہا ہے۔

محمد بن یحییٰ الصفار کا قول ہے کہ اسحاق کی زندگی کا ایک دن ہماری پوری عمر سے بہتر ہے حاکم کا قول ہے کہ اسحاق بن راھویہ اپنے زمانے کے امام تھے۔

نعیم بن حماد کا قول ہے کہ اگر تم کسی خراسانی کو اسحاق کی بُرائی کرتے ہوئے دیکھو تو وہ مبتدع اور بے دین ہوگا۔

امام احمد بن حنبل کا قول ہے کہ اسحاق بن راھویہ سے زیادہ افضل یا ان جیسا آدمی بغداد کے پل سے نہیں گذرا محمد بن اسلم الطوسی کا قول ہے کہ سفیان الثوری اگر زندہ ہوتے تو وہ اسحاق کے علم کے محتاج ہوتے۔

امام احمد سے کسی نے اسحاق کے متعلق پوچھا کہ ان کی روایتیں مقبول ہیں کہ نہیں تو فرمایا کہ اسحاق علم حدیث کا امام ہے۔ ان جیسے لوگوں کے متعلق پوچھا نہیں جاتا۔

حافظہ اتنا قوی تھا کہ فرمایا کہ جو کچھ بھی سن لیتا ہوں یاد ہو جاتا ہے۔ ایک لاکھ حدیثیں یاد تھیں۔

ایک دفعہ ایک مجلس میں دس ہزار حدیثیں سنائیں جب کتاب سے موازنہ کرایا گا تو ایک حرف کا بھی فرق نہیں تھا فرمایا کہ جو کچھ سنتا ہوں یاد ہو جاتا ہے اور جو یاد ہو جاتا پھر کبھی نہ بھولتا۔ ابوزرعۃ کا قول ہے کہ اسحاق سے زیادہ حفظ والا نہیں دیکھا گیا ہے۔

امام احمد نے فرمایا کہ اسحاق جیسے آدمی سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔(مقالہ احوال شیوخ امام بخاریؒ، مفتی نظام الدین شامزئی:147)

9)اسماعیل بن ابراہیم

امام بخاری نے ان سے بلاواسطہ اور محمد بن عبدالرحیم کے واسطے سے دونوں طرح روایت نقل کی ہے۔ البتہ صحیح بخاری میں صرف بالواسطہ نقل کی ہے ابن سعد نے اپنے طبقات میں ان کا ذکر ان الفاظ کے ساتھ کیا ہے۔ ابومعمر ثقہ، قابل اعتماد اور صاحب سنت وفضیلت ہیں۔ عبید بن شریک کہتے ہیں کہ ابومعمر القطعی سنت کے ساتھ ساتھ شدت تعلق کی وجہ سے کہا کرتے تھے کہ اگر میرا خچر بات کرسکتا تو وہ بھی کہتا کہ میں سنی ہوں، عبید کہتے ہیں کہ اس پر ان کا مواخذہ ہوا کہتے ہیں کہ یہ بھی فتنہ خلق قرآن کے ایام میں گرفتار ہوئے تھے۔ بالآخر انہوں نے مامون کے عقیدہ کو قبول کرلیا اور چھوڑ دیئے گئے جب رہا ہوئے تو کہنے لگے کہ ہم نے کفر کی اور جان چھڑائی۔ سعید بن ابی عمر والبرزعی نے ابوزرعیہ سے روایت کی ہے کہ ابی نصر التمار، ابی معمر، یحییٰ بن معین اروجس نے بھی خلق قرآن کا عقیدہ قبول کر کے جان چھڑائی تھی۔

امام احمد بن حنبل ان سب سے حدیث لکھنے کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔لیکن بہر حال ان حضرات نے حالت اضطرار میں جان بچانے کے لیے خلق قرآن کا اقرار کیا تھا۔اور ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں قرآن نے بھی کلمہ کفر کے ظاہری اقرار کی اجازت دی ہے۔(مقالہ احوال شیوخ امام بخاریؒ،مفتی نظام الدین شامزئی:154)

10)اصبغ بن الفرج ابوعبداللہ المصری

یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ اصبغ فقہ مالکی کے سب سے بڑے عالم تھے،ایک ایک مسئلہ کے متعلق یہ تک جانتے تھے کہ امام مالک نے یہ کب بیان فرمایا تھا اور کس کس نے اس مسئلے میں امام مالک کی مخالفت کی ہے:ابوحاتم کا قول ہے کہ اصبغ ابن وہب کے شاگردوں میں سب سے اجل شاگرد تھے۔بعض علماء کا قول ہے کہ مصر سے اصبغ جیسا عالم پیدا نہیں ہوا۔(مقالہ احوال شیوخ امام بخاریؒ،مفتی نظام الدین شامزئی:158)

11)ثابت بن محمد العابد

امام ابوحاتم نے ان کے متعلق فرمایا ہے کہ میں نے سب سے بڑے زاہد چار دیکھے ہیں جن میں ایک ثابت بن محمد تھے۔انہوں نے ثابت کو صدق بھی قرار دیا ہے۔ابن عدی کا قول ہے کہ ہو احد النبلاء ابن یونس کا قول ہے کہ چالیس سال تک ثابت کے گھر میں چراغ نہیں جلا۔محمد بن عبداللہ الحضرمی نے ان کو ثقہ کہا ہے ابن عدی کا قول ہے کہ کان خیراً فاضلاً وہ عندی ممن لایتعمد الکذب۔ابن حبان نے ان کو اپنی کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔(مقالہ احوال شیوخ امام بخاریؒ،مفتی نظام الدین شامزئی:169)

12)الحسن بن الصباح بن محمد ابوعلی الواسطی

ابوحاتم کا قول ہے کہ صدوق کانت لہ جلالۃ عجیبۃ ببغداد

امام احمد ان کی تعظیم وتعریف کیا کرتے تھے۔

خلیفہ مامون کے ساتھ ان کے کچھ واقعات بھی مشہور ہیں۔جس کو امام ذھبیؒ نے سیر اعلام النبلاء میں ذکر کیا ہے۔

امام نسائی نے کہا ہے کہ یہ قوی نہیں تھے۔لیکن جمہور محدثین نے ان کو ثقہ اور قابل اعتبار تسلیم کیا ہے۔(مقالہ احوال شیوخ امام بخاریؒ،مفتی نظام الدین شامزئی:181)

13)الحسن بن عبدالعزیز الجروی الامام الصادق

ابوحاتم ان کو ثقہ کہتے ہیں۔دارقطنی نے کہا ہے کہ فضل اور زہد میں ان جیسا نہیں دیکھا گیا۔خطیب نے کہا ہے کہ تقویٰ،

ثقاہت اور عبادت میں ممتاز ہیں۔

جعفر کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دادا حسن بن عبد العزیزی کو کہتے سنا کہ جس شخص کو قرآن کی تلاوت اور موت کی یاد نہ ڈرا سکے تو اگر اس کی سامنے پہاڑ بھی ٹکرا دیئے جائیں تو وہ نہیں ڈرے گا۔

صالح بن احمد سے منقول ہے کہ حسن کے پاس ان کی میراث لائی گئی جو ایک لاکھ دینار تھی تو انہوں نے اس میں سے تین ہزار دینار میرے والد کو بھیجے اور کہا کہ یہ حلال ہیں لیکن انہوں نے قبول نہ کیئے۔(مقالہ احوال شیوخ امام بخاریؒ، مفتی نظام الدین شامزئی:182)

14)الحسن بن عیسیٰ بن ماسرجس

حاکم نے کہا ہے کہ میں نے حسین بن احمد الماسرجسی کو اپنے دادا کے بارے میں حکایت کرتے سنا کہ حسن بن عیسیٰ اور حسین بن عیسیٰ دونوں بھائی اتنے حسین تھے کہ جب ایک ساتھ سوار ہوتے تو لوگ ان کے حسن وشباب کو دیکھ کر حیران رہ جاتے۔ ان دونوں نے آپس میں اتفاق کیا کہ دونوں اسلام لے آتے ہیں۔ چنانچہ یہ دونوں اس غرض سے حفص بن عبدالرحمن کے پاس گئے۔حفص نے ان سے کہا کہ تم دونوں نصار کے بڑے لوگوں میں شمار کیے جاتے ہوں۔ابن المبارک حج کے لیے آنے ہی والے ہیں اگر تم ان کے ہاتھ پر اسلام لے آؤ تو یہ مسلمانوں کے نزدیک بہت بڑی بات ہوگی اور تمہارے لیے زیادتی عزت ومرتبہ کا سبب بھی، اس لیے کہ ابن المبارک مشرق کے شیخ سمجھے جاتے ہیں۔ یہ سُن کر دونوں واپس لوٹ آئے۔اسی دوران حسن بیمار ہوئے اور انتقال کر گئے۔امام ذہبی فرماتے ہیں کہ حفص کا ان کو تاخیر اسلام کا حکم دینا بہت بعید ہے اس لیے کہ وہ عالم آدمی ہیں اگر یہ صحیح بھی ہو تو حسن کا اسلام لانے کے ارادے سے عبداللہ بن المبارک کے انتظار کی حالت میں فوت ہوجانا ان کے لیے نفع مند ہے۔

حاکم نے کہا ہے کہ ہم سے حافظ ابوعلی نیشاپوری نے اپنے شیوخ کے بارے میں بیان کیا کہ ابن المبارک ایک مرتبہ جس گلی میں عیسیٰ رہتے تھے اس گلی کے نکڑ پر ٹھہرے ہوئے تھے حسن بن عیسیٰ ان کے سامنے سے سوار ہوکر گذرا کرتے، حسن نہایت حسین نوجوان تھے۔ایک مرتبہ ابن المبارک نے ان کے بارے میں پوچھا تو بتایا گیا کہ یہ نصرانی ہیں انہوں نے دعا کی کہ اے اللہ ان کو اسلام کی دولت عطا فرما۔ان کی دعا قبول ہوگئی اور حسن اسلام لے آئے۔قاضی ابورجا فرمایا کرتے تھے کہ میں لوگوں میں شامل تھا۔جنہوں نے حسن بن عیسیٰ کے ساتھ ان کی موت سے پہلے حج کیا۔میں اپنے اونٹوں کی حفاظت میں مشغول ہوکر ان کی نماز جنازہ میں حاضر نہ ہوسکا۔بعد میں نے ان کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا، کہا کہ میری مغفرت فرمائی، اور ہر شخص کی بھی جس نے مجھ پر نماز پڑھی، میں نے کہا کہ میں تو آپ

پر بوجہ سامان کی حفاظت میں مشغولی کے نماز نہ پڑھ سکا کہا کہ چنداں فکرمنت کرو اللہ نے اس کی مغفرت بھی فرمادی ہے جو میرے لیے طلب رحمت کرے۔(مقالہ احوال شیوخ امام بخاریؒ، مفتی نظام الدین شامزئی:186)

15)الحسن بن محمد بن الصباح الزعفرانی

ابن حبان نے کہا ہے کہ احمد بن حنبل اور ابوثور، شافعی کی مجلس میں حاضر ہوا کرتے تھے۔اس وقت قراءت کے فرائض زعفرانی بھی سرانجام دیتے تھے۔فقیہ رے علی بن محمد نے اپنی سند کے ساتھ امام شافعی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے بغداد میں ایک نبطی کو دیکھا جو عربی معلوم ہوتا تھا اور میں اس کے مقابلے میں نبطی، پوچھا گیا کہ وہ کون ہے فرمایا کہ زعفرانی، ابراہیم بن یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے زعفرانی کو کہتے سنا کہ روائے زمین پر ان سیاہی کی دوات والوں سے (مراد محدثین ہیں) کوئی افضل نہیں کہ یہ خود بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث پر عمل کرتے ہیں اور نہیں لکھتے بھی ہیں کہ کہیں وہ امتداد زمانہ سے مٹ نہ جائیں۔

زکریا ساجی سے منقول ہے کہ میں نے زعفرانی کو کہتے سنا کہ شافعی ہمارے شہر آئے تو ہم ان کے ارد گرد جمع ہو گئے، انہوں نے کہا کہ اپنے لیے کوئی ایسا شخص دیکھو جو تمہیں احادیث پڑھ کر سنائے تو میرے سوا ان کے سامنے کوئی پڑھنے کی جراءت نہ کرسکا۔حالانکہ میں اس وقت سب سے نوعمر تھا۔میرے چہرے پر ایک بال بھی نہ تھا۔میں آج اس زمانے میں امام شافعی کے سامنے میری زبان کے چلنے اور اپنی اس جسارت پر تعجب کرتا ہوں۔(ذھبی فرماتے ہیں زعفرانی فصیح وبلیغ لوگوں میں سے تھے) پس میں نے ہی امام شافعیؒ کے سامنے تمام کتابیں پڑھیں۔سوائے کتاب المناسک اور کتاب الصلوٰۃ کے۔(مقالہ احوال شیوخ امام بخاریؒ، مفتی نظام الدین شامزئی:188)

16)ابو الیمان بن نافعؒ

ان کے بارے میں ابوحاتم فرماتے ہیں کہ وہ نبیل ثقہ صدوق ہین ابن عمار نے ثقہ اور عجلی اور لاباس بہ کہا ہے۔خوادامام موصوف فرماتے ہیں کہ میں مالک کے پاس گیا تو وہاں سے چل دیا اور ان کو چھوڑ دیا لیکن بعد میں اس پر نادم ہوئے ان کی اکثر روایتیں صحیحین کے اندر شعیب سے ہیں اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ ان کی اجازت کے بغیر ہو۔(مقالہ احوال شیوخ امام بخاریؒ، مفتی نظام الدین شامزئی:197)

17)خالد بن خلی الحمصی الکلاعی

امام نسائی نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے اور امام ذھبیؒ نے ان کے متعلق ذکر کیا ہے کہ کان من نبلاء العلماء۔

سلیمان بن عبدالحمید البھرانی سے منقول ہے کہ مامون کے زمانے میں حمص میں قاضی مقرر کرنے کی ضرورت پیش آئی

مامون نے حمص کے مشہور علماء کو دربار میں بلایا اہل حمص نے اپنے ہاں چار علماء کا انتخاب کیا۔

(1) یحییٰ بن صالح الوخاضی (2) علی بن عیاش (3) ابوالیمان حکم بن نافع (4) خالد بن خلی۔

یہ لوگ جب دربار میں پہنچے تو ماموں پردے کے پیچھے بیٹھا اور اپنے قاضی القضاۃ یحیح بن اکثم کو ان سے امتحان لینے کے لیے کہا۔ چنانچہ سب سے پہلے ابوالیمان دربار میں داخل ہوئے۔ قاضی القضاۃ نے ان سے یحیح بن صالح کے متعلق پوچھا تو ابوالیمان نے کہا کہ ہمارے علاقے میں اس نے سب سے پہلے بدعات یعنی خلق قرآن وغیرہ کی بات کی ہے پھر پوچھا کہ علی بن عیاش کے متعلق کیا خیال ہے فرمایا کہ نیک آدمی ہے لیکن ان میں قاضی بننے کی صلاحیت موجود نہیں ہے پھر خالد بن خلی کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ اس کو میں نے قرآن پڑھایا ہے یہ چلے گئے ان کے بعد یحییٰ بن صالح کو بلایا گیا پوچھا کہ ابوالیمان کے متعلق کیا خیال ہے فرمایا کہ وہ ہمارے شیخ ہیں پھر علی بن عیاش کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ نیک آدمی ہیں لیکن قضاء کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ پھر خالد کے متعلق پوچھا تو فرمایا اس نے مجھ سے علم سیکھا ہے پھر علی بن عیاش کو بلایا گیا ابوالیمان کے متعلق ان سے پوچھا تو کہا کہ کہ اچھے علم ہیں پھر رونے لگے سب کے بعد خالد بن خلی کو بلایا گیا انہوں نے ابوالیمان یحییٰ بن صالح اور علی بن عیاش تینوں کی تعریف کی۔ مامون نے یحییٰ بن اکثم سے کہا کہ اس کو قاضی بناؤ چنانچہ ان کو قاضی بنایا گیا ہے۔ خلیلی اور دارقطنی نے ان کی توثیق کی۔ (مقالہ احوال شیوخ امام بخاریؒ، مفتی نظام الدین شامزئی:200)

18) سعید بن سلیمان

امام احمد بن حنبل نے ان پر جرح کی ہے۔ کیونکہ خلق قرآن کے مسئلے میں یہ حکومت کے ڈر کی وجہ سے نرم ہو گئے تھے۔ خطیب بغدادی نے ذکر کیا ہے کہ یہ اہل سنت والجماعت میں سے تھے لیکن خلق قرآن کے مسئلے میں خوف کی وجہ سے حق پر قائم نہیں رہ سکے تھے۔

چنانچہ خود ان کا قول منقول ہے کہ جب یہ حکومت کے دربار میں سے واپس ہوئے تو کسی نے پوچھا کہ کیا ہوا تو فرمایا کہ ہم نے کفر کر کے جان بچائی اور واپس ہوئے۔

ابن سعد نے طبقات میں ان کو کثیر الحدیث اور ثقہ کے الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ (مقالہ احوال شیوخ امام بخاریؒ، مفتی نظام الدین شامزئی:120)

19) سلیمان بن حرب

یحییٰ بن اکثم کہتے ہیں خلیفہ مامون نے ایک مرتبہ مجھ سے کہا کہ تم نے اپنے پیچھے بصرہ میں کن کن علماء کو چھوڑا۔ میں نے

اس کے سامنے چند مشائخ کا ذکر کیا ساتھ ہی سلیمان بن حرب کا بھی ذکر کیا اور کہا کہ یہ ثقہ، حدیث کے حافظ اور عقلمند شخص ہیں انتہائی پردہ پوش اور محتاط ہیں۔ اس نے مجھے حکم دیا کہ ان کو میرے پاس لاؤ میں نے ان کو اس بارے میں لکھا تو یہ تشریف لے آئے اتفاقاً ایسا ہو کہ جب میں ان کو خلیفہ کی مجلس میں لے گیا تو وہاں ابن ابی داؤد، ثمامہ اور ان جیسے چند دیگر افراد بھی موجود تھے۔ مجھے اچھا نہ لگا کہ ان کی موجودگی میں سلیمان جیسے شخص کی خلیفہ سے ملاقات کراؤں۔ انہوں نے داخل ہو کر سلام کیا۔ خلیفہ نے سلام کا جواب دیا اور باعزت طریقے سے ان کو بٹھایا انہوں نے بھی اس کے لیے عزت اور توفیق خداوندی کی دعا کی۔ ابن ابی داؤد کہنے لگا کہ امیر المؤمنین اجازت دیجیے کہ شیخ سے ایک مسئلہ پوچھیں خلیفہ نے اس کی طرف ایسی نظروں سے دیکھا گویا اجازت دے رہا ہو۔ اس پر سلیمان نے خلیفہ سے مخاطب ہو کر کہا امیر المؤمنین حماد بن زید نے ہم سے بیان کیا کہ ایک شخص نے ابن شبرمہ سے کہا کہ میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ ابن شبرمہ نے کہا کہ اگر تمہارے سوال میں کسی ہم مجلس کی تضحیک یا مسئول کی تعییب نہ ہو تو پوچھ سکتے ہیں اور وہیب نے ہم سے بیان کیا کہ ایاس بن معاویہ کہا کرتے تھے کہ بعض سوال ایسے ہوتے ہیں کہ نہ تو سائل کو ان کے بارے میں پوچھنا چاہیے اور نہ مجیب کو جواب دینا چاہیے پس اگر ان کا سوال اس کے علاوہ ہے تو بیشک پوچھ سکتے ہیں۔ اس پر سب مبہوت ہو گئے اور ان کے اُٹھنے تک ان میں سے کوئی نہ بولا۔ خلیفہ مامون نے ان کو مکہ مکرمہ کا قاضی مقرر کر دیا۔ چنانچہ یہ وہاں چلے گئے۔ (مقالہ احوال شیوخ امام بخاریؒ، مفتی نظام الدین شامزئی:227)

20) ضحاک بن مخلد النبیل ابو العاصم

امام بخاریؒ نے تاریخ کبیر میں ان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جب سے میں سمجھ دار ہوا ہوں اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ غیبت کرنا حرام ہے میں نے آج تک کسی غیبت نہیں کی۔

ذہبی نے لکھا ہے کہ ان کو نبیل اس لیے کہتے ہیں کہ ایک دفعہ بصرہ میں ہاتھی آیا تھا ان کو سب ساتھی ہاتھی کو دیکھنے گئے لیکن یہ نہیں گئے ان کے استاذ ابن جریج نے ان سے پوچھا کہ سب چلے گئے تو تم کیوں نہیں گئے انہوں نے عرض کیا کہ میں کسی چیز کو آپ کو عوض نہیں سمجھتا یعنی آپ کو چھوڑ کر کسی اور چیز کو دیکھنے کے لیے نہیں جا سکتا، استاذ نے فرمایا کہ انت النبیل یعنی تم عقل مند اور ہوش یار ہو۔ (مقالہ احوال شیوخ امام بخاریؒ، مفتی نظام الدین شامزئی:238)

21) ابو النعمان عارم

ابن ابی حاتم فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد صاحب نے بیان کیا کہ جب میں عارم سے کچھ روایت کروں تو اس پر یقین کر لو اور اسی کو تھام لو کیونکہ وہ کسی درجے میں عفان سے کم نہیں۔

امام سلمان اپنے اوپر ان کو ترجیح دیتے تھے جب باہم کسی امر میں مختلف ہوتے تو اسی قول کی طرف رجوع کرتے جو عارم کا ہوتا، امام عبدالرحمن مہد کے بعد حماد بن یزید کے سب سے زیادہ اثبت ومعتمد علیہ اصحاب میں سے تھے اور فرماتے تھے کہ عارم احب الی من ابی سلمة، پھر علما نے لکھا ہے کہ اواخر عمر میں کچھ اختلاط ہو گیا تھا اور عقل میں بھی کچھ زوال آیا تھا، لہٰذا جس نے زوال عقل سے قبل ان سے سماعت کی تو وہ صحیح ہے میں نے چودہ سال تک ان سے حدیثیں لکھی اور بعد اختلاط کے ان سے کچھ لکھا اختلاط 220 میں ہوا لہٰذ جس نے اس سے قبل سماعت کی تو وہ صحیح ہے ابوزرعہ نے آپ سے 224 میں ملاقات کی تو اس وقت بھی عارم ثقہ تھے۔

ابراہیم الحربی فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ عارم کے پاس گیا تو انہوں نے میرے لیے ایک چٹائی بچھائی اور دروازے سے نکلتے ہی فرمایا کیا حال ہے آپ کا بہت عرصہ سے میں نے آپ کو نہیں دیکھا جبکہ میں اس سے قبل کبھی آپ کے پاس نہیں گیا تھا اس کے بعد مجھ سے کہا یعنی عبداللہ بن مبارک کے شعر سنائے اس کے ساتھ ہی اپنے ہاتھ سر انگل کی طرف اشارہ بھی کرنے لگے اور کئی مرتبہ ایسا ہی کیا (جو مجھے اچھا نہیں لگا) پھر میں نے جان لیا کہ ان کو اختلاط ہوا ہے۔

عقیلیؒ فرماتے ہیں: کہ میرے دادا جان نے کہا؛ میں نے بصرہ میں عارم سے بہتر نماز پڑھنے والا کوئی شیخ نہیں دیکھا اور مشہور تھا انه اخذ الصلوة عن حماد بن زيد عن ايوب اور ساتھ ساتھ فرماتے، جتنے بھی آئمہ میں نے دیکھے ان میں سے سب سے زیادہ خشوع والے عارم ہی تھے۔

محمد بن المنذی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں عبدالرزاق کے پاس گیا تھا (حصول علم اور سماع حدیث کے بعد بھی میرے اندر تڑپ اور پیاس باقی رہی اور میں نے سفر بھی کیا تو میں نے عبدالرزاق سے کہا کہ کچھ اور احادیث بھی مجھے سنا دیں۔ اس پر عبدالرزاق نے عارم کو جھڑکا۔ بس میں چلا گیا اور میرا دل بہت غمگین تھا۔ پھر میں اسی حالت میں سو گیا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: مالی اراك مغموما کیا بات ہے کہ آپ کچھ غمگین و دل ملول نظر آرہے ہیں۔ پھ میں (عارم) نے عرض کیا۔ یارسول اللہ بات کچھ نہیں، بس میں نے عبدالرزاق سے چند احادیث اور سنانے کی درخواست کی تھی جس پر انہوں نے مجھے ٹوکا۔ اس وجہ سے کچھ ملول ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر محض للہ علم حاصل کرنا چاہتا ہے تو جا اور قعنبی، محمد بن فضل سروسی، عبداللہ بن رجاء الغدانی، محمد بن یوسف الفریابی کے پاس حاصل کر۔ اس کے بعد صبح کو میں نے یہ خواب عبدالرزاق سے بیان کیا تو عبدالرزاق نے کہا۔ کیا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میری شکایت کی۔ آؤ اور حدیثیں لکھ لو۔ میں پڑھائے دیتا ہوں، میں نے کہا اب تو نہیں، بخدا اب نہیں اس کے بعد میں ان لوگوں کے پاس گیا اور ان سے تعلیم لی۔

امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں: اواخر عمر میں کچھ تغیر آیا تھا۔ لہٰذا اختلاط کے بعد کی احادیث منکر ہیں اور ابنِ حبان نے بھی یہی

کچھ فرمایا ہے حتی کل احادیث کے ترک کا امر فرمایا۔(مقالہ احوال شیوخ امام بخاریؒ، مفتی نظام الدین شامزئی:241)

22)عبداللہ بن عثمان بن الجبلۃ بن ابی رواد میمون العبدان

امام ذہبی نے لکھا ہے کہ **وکان ثقۃً مجوداً**۔اپنی زندگی میں دس لاکھ درہم صدقہ کیے تھے عبداللہ بن المبارک کی کتابیں ایک قلم سے لکھی تھیں۔فرمایا کرتے تھے کہ جب مجھ سے کوئی اپنی ضرورت کے لیے امداد طلب کرتا ہے تو میں خود حاجت وضرورت پوری کرنے کی کوشش کرتا ہوں، مجھ سے نہ ہوسکے تو مال خرچ کرکے ضرورت والے کی ضرورت کو پورا کرتا ہوں اس سے بھی کام نہ چلے تو پھر دوستوں سے امداد لیتا ہوں اس سے بھی ضرورت پوری نہ ہوتو پھر بادشاہ سے مدد طلب کرکے اس کی ضرورت کو پورا کرتا ہوں۔ابوعبداللہ الحاکم کا قول ہے کہ عبدان اپنے علاقے کے امام الحدیث تھے۔

(مقالہ احوال شیوخ امام بخاریؒ، مفتی نظام الدین شامزئی:258)

23)عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن جعفر بن یمان مندی جعفی

ابوعبداللہ الحاکم فرماتے ہیں کہ ماوراء النہر میں یہ اپنے زمانے کے بلاشرکت غیرے امام تھے۔امام بخاری کے دادا نے ان کے دادا کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا،الحسن بن شجاع نے ان کو علم حدیث کا خزانہ قرار دیا ہے۔

مسندی فرماتے ہیں کہ میں جب اپنے استاذ فضیل بن عیاضؒ سے رخصت ہورہا تھا تو میں نے ان سے نصیحت کی درخواست کی فرمایا کہ دُم یعنی تابع بن کر رہو اور سر یا متبوع مت بنو۔(مقالہ احوال شیوخ امام بخاریؒ، مفتی نظام الدین شامزئی:262)

24)عبداللہ بن مسلمۃ بن قعنب القعنبی

ابوزرعۃ الرازی کا قول ہے کہ میں نے جن اساتذہ سے احادیث لکھی ہیں، میری نظر میں سب میں جلیل القدر، القعنبی ہے۔

ابوحاتم کا قول ہے کہ موطا کے راویوں میں مجھے القعنبی سب سے زیادہ پسند ہے۔میں نے ان سے زیادہ خشوع والا کسی کو نہیں دیکھا۔

عبدالصمد بن فضل کا قول ہے کہ میری آنکھوں نے القعنبی جیسا کسی کو نہیں دیکھا۔

علی بن المدینی کا قول ہے کہ موطا کے رُواۃ میں القعنبی پر کسی کو تقدم حاصل نہیں ہے۔یحیٰی بن معین کا قول ہے کہ وکیع اور قعنبی صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے احادیث بیان کرتے ہیں۔

عمرو بن علی الفلاس کا قول ہے کہ قعنبی مستجاب الدعاء تھے۔ اہل بصران کو ابدال میں سے جانتے تھے۔ عبداللہ الخریبی کا قول ہے کہ قعنبی اپنے استاذ مالک سے بھی بہتر تھے۔

امام مالکؒ نے ان کو خیر اہل الارض فی زمانہ کہا، یعنی روئے زمین پر اپنے زمانے کے سب سے بہتر آدمی۔

(مقالہ احوال شیوخ امام بخاریؒ، مفتی نظام الدین شامزئی:263)

25) عبداللہ بن منیر

نسائی نے کہا ہے کہ ثقہ ہیں اور فربری نے کہا ہے کہ میں نے اپنے بعض اصحاب کو کہتے سنا کہ امام بخاری کہا کرتے تھے کہ میں نے عبداللہ بن منیر جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا۔ فربری کہتے ہیں کہ یہ فربر میں رہا کرتے تھے۔

یعقوب بن اسحٰق سے منقول ہے کہ میں نے یحییٰ بن بدر القرشی سے سنا ہے کہ عبداللہ بن منیر نماز سے پہلے فربر میں ہوتے تھے اور جب نماز کا وقت ہوجاتا تو لوگ انہیں ''آمل'' کی مسجد میں موجود پاتے۔ لوگوں کا کہنا تھا کہ یہ پانی پر چلتے ہیں۔ ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ پانی پر چلنے کا تو مجھے علم نہیں کہ کیسے ہوتا ہے۔ ہاں جب اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتے ہیں تو نہر کے دونوں کنارے جمع فرمادیتے ہیں یہاں تک کہ انسان بعافیت نہر عبور کرلیتا ہے۔

ان کے بارے میں منقول ہے کہ یہ جب مجلس برخاست کرتے تو اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ جنگل کی طرف نکل جاتے اور وہاں سے اشناں وغیرہ جیسی کوئی چیز اکٹھی کر کے لاتے اور بازار میں بیچ کر اس سے گذر بسر کرتے تھے۔ ایک دن اپنے ساتھیوں کے ساتھ حسبِ معمول جنگل کو نکلے تو دیکھا کہ ایک شیر تاک میں بیٹھا ہے۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں کو وہیں ٹھہرنے کا حکم دیا اور خود شیر کے قریب چلے گئے نہ معلوم اس سے کیا کہا کہ شیر چپ چاپ اٹھ کر چلا گیا۔

ابن راہویہ سے پوچھا گیا کہ کیا آدمی کے لیے بغیر توشہ ساتھ لیے بیابان میں چلے جانا جائز ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر عبداللہ بن منیر جیسا ہو تو جائز ہے۔ (مقالہ احوال شیوخ امام بخاریؒ، مفتی نظام الدین شامزئی:266)

26) عبدالرحمن بن بشر

عبدالرحمن بن بشر خود کہتے ہیں کہ یحییٰ القطان نے مجھے اپنی مجلس میں کھڑا کیا اور حاضرین سے کہا کہ یہ بچہ تم سے جو کچھ بیان کرے اس کی تصدیق کرو اس لیے کہ یہ بہت دانا ہے۔

ان کے والد نے ان پر بہت توجہ دی، سفر میں ان کو ساتھ رکھا اور بڑے بڑے علماء سے شرف بقاء حاصل کیا۔ عبدالرحمن خود کہتے ہیں کہ میرے والد مجھے اپنے کندھے پر بٹھا کر سفیان بن عیینہ کی مجلس میں لے گئے اور کہا کہ اے اصحاب حدیث کے گروہ، میں بشر بن الحکم ہوں۔ میرے والد نے سفیان بن عیینہ سے احادیث سنیں تھیں۔ اس کے بعد میں نے بھی ان

سے احادیث کا سماع کیا اور خراسان میں ان کی احادیث کو بیان کرتا رہا۔ اب یہ میرا بیٹا ہے اس نے بھی ان سے احادیث سن لی ہیں، ذہبی کہتے ہیں کہ ان کے والد نے ان کو 293ھ میں ساتھ لے کر سفر کیا تھا۔ یہ اس وقت قریب البلوغ تھے۔

ابوعمرو بن حمدان کہتے ہیں کہ ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا کہ امیر خراسان عبداللہ بن طاہر نے ایک مرتبہ حکم دیا کہ نیشاپور کے بڑے بڑے علماء کے نام لکھ کر دکھائے جائیں تو سو آدمیوں کے نام لکھ کر دکھائے گئے۔ اور پیش کیے گئے تو اس نے کہا کہ ان میں سے چوٹی کے دس علماء کو چنا جائے تو دس علماء کے نام لکھ کر دکھائے گئے۔ اس نے پھر حکم دیا کہ ان دس میں سے چار بڑوں کو منتخب کیا جائے تو ان چار میں سے ایک عبدالرحمن بن بشر بھی تھے۔

محمود بن والان کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمن بن بشر کو کہتے سنا کہ میں نے ابن عیینہ کو سنا کہہ رہے تھے کہ اللہ کا غصہ ایسی بیماری ہے کہ اس کا کوئی علاج نہیں۔ ذہبی فرماتے ہیں کہ اس کی ایک دوا ہے یعنی سحر کے وقت استغفار کی کثرت اور سچی توبہ۔

روایت ہے کہ امیر عبداللہ بن طاہر نے ایک مرتبہ کہا کہ خراسان میں ابن بشر سے بڑھ کر کوئی عقل مند نہیں۔

مسدد بن قطن کہتے ہیں کہ جب محمد بن یحییٰ وفات پا گئے تو امام مسلم نے میرے ماموں عبدالرحمن بن بشر کے لیے ایک مجلس منعقد کی وہاں احمد بن سلمۃ بھی موجود ہوا کرتے تھے اور امام مسلم نے اپنی صحیح میں سماع کی جو شرط لگائی ہے اسے پورا کرنے کے لیے ابن بشر سے املاء کی درخواست کرتے تو عبدالرحمن ان کو املاء کرایا کرتے تھے حالانکہ اس سے پہلے انہوں نے کسی کو املاء نہیں کرایا۔ (مقالہ احوال شیوخ امام بخاریؒ، مفتی نظام الدین شامزئی:270)

27) عفان بن مسلم بن عبداللہ البصری الصفار ابوعثمان

العجلی نے ثقۃ، ثبتٌ صاحب سنت کہا ہے۔

ایک دفعہ ان کو دس ہزار دینار یعنی ایک لاکھ درہم کی پیشکش کی گئی کہ ایک راوی کے متعلق صرف خاموشی اختیار کر لے عادل یا غیر عادل کچھ بھی نہ کہے۔ انہوں نے انکار کیا اور فرمایا کہ یہ دین کا حق ہے میں اس حق کو باطل نہیں کر سکتا۔ خلق قرآن کے فتنے میں یا ثابت قدم رہے تھے۔

امام احمد کا قول ہے کہ عفان کی روایت کسی متابع کی محتاج نہیں ہوا کرتی ہے۔

یعقوب بن شیبہ کا قول ہے کہ عفان ثقۃٌ، ثبتٌ، متقنٌ صحیح الکتاب قلیل الخطاء (مقالہ احوال شیوخ امام بخاریؒ، مفتی نظام الدین شامزئی:291)

28) فضل بن عمرو/ ابونعیم

یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ ابونعیم کے صدق واتقان پر محدثین کا اجماع واتفاق ہے چنانچہ مشہور واقعہ ہے احمد بن منصور

الرمادی نقل کرتے ہیں کہ میں امام احمد ویحییٰ بن معین کے ساتھ عبدالرزاق بن ہمام کے پاس یمن (صنعاء) چلا گیا۔ جب ہم کوفہ واپس ہوئے تو یحییٰ بن معین نے فرمایا کہ میں ابونعیم کے حافظے کا امتحان لینا چاہتا ہوں، کہیں بوڑھے ہونے کی وجہ سے ان کا حافظہ کمزور نہ ہوگیا ہو یا اختلاط میں مبتلا نہ ہو گئے ہوں۔ امام احمدؒ نے منع کیا کہ نہیں وہ ثقہ ہے اور امتحان مناسب نہیں ہے۔ لیکن یحییٰ بن معین نہیں مانے چنانچہ ابونعیم کی مرویات میں سے تیس حدیثیں کاغذ پر لکھیں اور ہر دس احادیث کے بعد دوسرے کسی مرویات میں س ے ایک ایک روایت بھی خلط کردی۔ چنانچہ ہم ابونعیم کے پاس پہنچے۔ وہ ایک اونچی جگہ پر تشریف فرماتے تھے۔ انہوں نے امام احمدؒ دائیں اور یحییٰ بن معین کو بائین جانب بٹھایا اور میں نیچے بیٹھ گیا۔ پھر یحییٰ نے وہ حدیثیں پڑھ کر سنانی شروع کیں۔ جب گارویں حدیث پر پہنچے تو ابونعیم نے کہا کہ یہ میری روایت نہیں ہے۔ پھر جب اکیسویں پر پہنچے تو پھر فرمایا کہ یہ روایت بھی میری نہیں ہے۔ جب اکتیسویں پر پہنچے تو وہ سمجھ گئے کہ یہ میرا امتحان لے رہے ہیں تو غصے ہو گئے اور فرمایا کہ یہ کام نہ امام احمد کا ہے اور نہ احمد بن منصور کا۔

یحییٰ بن معین کی طرف خطاب کر کے فرمایا کہ میں نے تو تجھ سے کہا تھا کہ ابونعیم ثقہ اور حافظ ہے۔

ابونعیم روایات سنانے پر اُجرت بھی لیا کرتے تھے۔ (مقالہ احوال شیوخ امام بخاریؒ، مفتی نظام الدین شامزئی:328)

29) محمد بن الحکم المروزی ابوعبداللہ الاحول

حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ الزہرۃ نامی کتاب کے مصنف کا خیال ہے کہ یہ محمد بن عبدۃ بن الحکم ہے امام بخاری نے ان کو دادا کی طرف منسوب کیا ہے صحیح بخاری میں ان کی چار احادیث ہیں۔ (مقالہ احوال شیوخ امام بخاریؒ، مفتی نظام الدین شامزئی:352)

30) محمد بن رافع بن زید

حافظ جعفر بن احمد بن نصر کہتے ہیں کہ میں نے محدثین میں محمد ابن رافع جیسا بارعب شخص نہیں دیکھا، یہ اپنے گھر میں صنوبر کے ایک درخت سے ٹیک لگا کر بیٹھتے اور ان کے سامنے علماء، شاہی خاندان کے افراد اور ان کے خادم حسب مراتب بیٹھا کرتے ایسا محسوس ہوتا گویا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ کتاب لیتے اور خود پڑھتے ان کی تعظیم کی وجہ سے نہ کوئی بات کرتا اور نہ مسکراتا۔ اگر کوئی مسکراتا یا اپنے ساتھی سے سرگوشی کرتا تو یہ وصلی اللہ علی محمد پڑھتے اور کتاب بند کر دیتے۔ پھر کوئی بھی ان سے مراجعت کرنے یا ہاتھ سے اشارہ کرنے کی ہمت نہ کرسکتا۔ ایک مرتبہ ایک خادم مجلس کے دوران مسکرادیا تو محمد بن رافع نے اپنی مجلس ختم کردی۔ اس واقعہ کی خبر امیر طاہر بن عبداللہ کو ہوگئی اس نے خادم کے قتل کا حکم دے دیا۔ بڑی مشکل سے اس کی جان بچائی گئی۔

زکریا بن دلویہ کہتے ہیں کہ امیر خراسان عبداللہ بن طاہر نے ایک مرتبہ ان کے پاس ایک قاصد کے ہاتھ پانچ ہزار درہم بھیجے وہ ان کے پاس عصر کے بعد پہنچا یہ مولی کسے ساتھ روٹی کھا رہے تھے۔ اس نے دراہم کی تھیلی پیش کی اور کہا کہ امیر نے آپ کی خدمت میں یہ مال بھیجا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اسے لے جاؤ مجھے اس کی ضرورت نہیں سورج دیوار کے سرے تک پہنچ چکا ہے۔ گھڑی دو گھڑی کے بعد غروب ہو جائے گا۔ میں اَسّی سال سے تجاوز کر چکا ہوں کب تک زندہ رہوں گا۔ راوی کہتا ہے کہ یہ سن کر قاصد واپس ہو گیا۔ اتنے میں ان کا بیٹا آیا اور کہنے لگا کہ ابا جان ہمارے پاس آج رات کے لیے روٹی نہیں ہے انہوں نے اس ڈر سے کہ کہیں یہ جا کر قاصد سے دراہم وصول نہ کرے۔

قاصد کے پیچھے اپنا آدمی بھیجا تا کہ مال کو امیر تک لوٹا دے۔

بہت سے علماء نے ان کی توثیق کی ہے اور ان کے اچھے تذکرہ سے رطب اللسان ہیں۔ ابوبکر المدینی سے منقول ہے کہ میں نے محمد بن رافع کو ان کی موت کے تین دن بعد خواب میں دیکھا کہ گود میں قرآن شریف رکھتے تلاوت کر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ کیا آپ کی وفات نہیں ہو چکی تو انہوں نے میری طرف ناگواری سے دیکھا میں نے کہا کہ میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ آپ ضرور بتائیں کہ آپ کے پروردگا نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ کہنے لگا کہ مجھے روح وریحان کی خوشخبری دی ہے۔ (مقالہ احوال شیوخ امام بخاریؒ، مفتی نظام الدین شامزئی:354)

31) محمد بن سلام بن الفرج البخاری البیکندی ابو عبداللہ

یحییٰ بن یحییٰ سے منقول ہے کہ خراسان میں علم کے دو خزانے ہیں۔ ایک محمد بن سلام البیکندی اور دوسرا اسحاق بن راہویہ۔ (مقالہ احوال شیوخ امام بخاریؒ، مفتی نظام الدین شامزئی:360)

32) محمد بن عبدالرحیم الصاعقۃ

نسائی اور دیگر محدثین نے ان کی توثیق کی ہے۔ خطیب نے کہا ہے کہ یہ عالم حافظ حدیث اور متقن تھے۔ محمد بن محمد بن داؤد الکرجی کہتے ہیں کہ ان کا نام صاعقہ اس لیے پڑا کہ ان کا حافظہ بہت عمدہ تھا۔ اور بعض نے یہ وجہ بتائی ہے اور یہی صحیح بھی ہے کہ یہ جب بھی کسی شیخ کی ملاقات کے لیے ان کے شہر کے نزدیک پہنچتے تو معلوم ہوتا کہ وہ انتقال کر گئے ہیں اس لیے ان کا لقب صاعقہ مشہور گیا۔

نصر بن احمد الکندی سے تاریخ بغداد میں منقول ہے کہ انہوں نے صاعقہ کے متعلق کہا کہ کان من اصحاب الحدیث الماء مومنین۔ عبداللہ بن احمد نے بھی ان کو ثقہ اور قابل اعتماد قرار دیا ہے۔

دارقطنی نے حافظ ثبت کہا ہے۔ ابوحاتم نے صدوق قرار دیا ہے۔ (مقالہ احوال شیوخ امام بخاریؒ، مفتی نظام الدین

شامزئی:371)

33)محمد بن المثنی

ذہلی نے ان کو حجت کہا ہے، صالح الجزرۃ کہتے کہیں کہ لہجہ کے سچے ہیں میں ان کو بندار سے مقدم سمجھتا ہوں۔ مگر ان کی عقل میں معمولی فرق تھا۔ ابوحاتم نے ان کے بارے میں صدوق اور صالح الحدیث کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ ابوعروبۃ نے کہا ہے کہ میں نے بصر میں ابوموسیٰ اور یحییٰ بن حکیم سے زیادہ قابل اعتماد شخص نہیں دیکھا۔ نسائی سے ان کے بارے میں لاباس کے الفاظ منقول ہیں۔

عبدالرحمن بن محمد بن خراش کہتے ہیں کہ ہم سے محمد بن المثنی نے بیان کیا اور وہ معتبر لوگوں میں سے ہیں۔ ابن حبان نے کہا ہے کہ ابوموسیٰ ایک کتاب کے مصنف تھے اور صرف کتاب سے پڑھ کر احادیث سنایا کرتے تھے۔ خطیب نے ان کو صدوق اور متقی قرار دیا ہے۔ اور ایک دوسری جگہ کہتے ہیں کہ ابن المثنی ثقہ اور قابل اعتماد ہیں۔ ان سے تمام ائمہ نے حجّت پکڑی ہے۔

مروی ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے اپنے شاگردوں سے مذاق کرتے ہوئے فرمایا کہ ہماری قوم بہت مبارک اور شرف والی قوم ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ہماری طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔ اشارہ بخاری و مسلم کی اس حدیث کی طرف تھا۔ کہ فصلی بنا الظہر والعصر وبین یدیہ عنزۃ الحدیث۔ یہاں مراد چھوٹا نیزہ ہے جو سترہ کے طور پر استعمال ہوا لیکن محمد بن المثنی کی قوم بھی عنزہ کہلاتی ہے۔ انہوں نے مذاقاً اس طرف اشارہ کیا ہے۔ ہم سے ابوالمعالی احمد بن اسحاق نے ایک سے زائد مرتبہ بیان کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ ہم سے ابوالمحاسن محمد بن ہتبہ اللہ بن ابی حامد عبدالعزیز الدینوری نے بغداد میں بیان کیا کہ مجھے میرے چچا نے ابوبکر محمد بن ابی حامد نے 539ھ میں خبر دی کہ ان کو عاصم بن الحسن نے 478ھ میں بواسطہ ابوعمرو بن المہدی الفارسی محمد بن المثنی سے نقل کرتے ہوئے بتایا کہ ہمیں ابن عیینہ نے بطریق ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا حدیث سنائی کہ رسول کریم ﷺ جب مکہ کو آئے تو بالائی حصہ سے داخل ہوئے اور زیریں حصہ سے نکلے۔

اس حدیث کی ابن ماجہ کے علاوہ تمام اصحاب سنہ نے تخریج کی ہے۔

ابواحمد بن الناصح کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن حامد بن السری سے حدیث کا سماع کیا تو ان سے پوچھا کہ آپ محمد بن المثنی کے نام کے ساتھ زمن (بمعنی اپاہج) کا لفظ کیوں نہیں ملاتے فرمایا کہ اس لیے کہ میں نے ان کو اپاہج نہیں پایا بلکہ چلتے ہوئے دیکھا ہے۔ جب ان سے اس بارے میں پوچھا تو کہنے لگا کہ ایک رات بہت سخت سردی تھی۔ میں ہاتھ اور پاؤں کے بل چلتا ہوا گیا اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی پھر اللہ سے دعا کی تو میرا اپاہج پن ختم ہو گیا اور میں چلنے لگا۔

یہ صحیح حکایت ہے اسے سلفی نے رازی کے حوالہ سے بھی نقل کیا ہے۔(مقالہ احوال شیوخ امام بخاریؒ، مفتی نظام الدین شامزئی:389)

34)محمد بن یحییٰ بن عبداللہ بن خالد بن فارس بن ذوئب الذھلی النیسابوری ابوعبداللہ

امام احمد ان کی تعظیم وتوثیق کرتے تھے۔ان کے ثقہ اور قابل اعتماد ہونے پر محدثین کا اتفاہے۔(مقالہ احوال شیوخ امام بخاریؒ، مفتی نظام الدین شامزئی:399)

35)مرار بن جمویہ بن منصور

محمد بن عیسیٰ الہمدانی کہتے ہیں کہ ہم سے ہمارے والد نے اور ان سے نضلان بن صالح نے بیان کیا کہ میں نے ابی زرعہ رازی سے پوچھا کہ آپ کو زیادہ احادیث یاد ہیں یا مرّار کو؟ انہوں نے فرمایا کہ احادیث تو مجھے زیادہ یاد ہیں لیکن فقاہت میں وہ مجھ سے آگے ہیں۔ابی جعفر سے منقول ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ ہمدان کی سرزمین نے مرّار سے زیادہ فقیہ انسان پیدا نہیں کیا۔

حافظ ابوشجاع کہتے ہیں کہ ابوحاتم نے ان کے پاس ٹھہر کر ان سے احادیث لکھی تھیں۔ان کی وفات بہت جلد ہوگئی تھی۔ نہاوندی نے ان سے چند مسائل پوچھے تھے جو مدوّن ملتے ہیں ان کا مطالعہ کرنے والا مرار کے وسیع علم، حفظ، اتقان اور دیانت کا بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے۔

عبداللہ بن احمد الدحیمی سے منقول ہے کہ میں نے مرار کو یہ دعا کرتے سنا کہ اے اللہ مجھے شہادت نصیب فرما۔اس دوران وہ اپنے حلق پر ہاتھ پھیر رہے تھے۔روایت ہے کہ جس زمانے میں"معتز باللہ" کا فتنہ وقوع پذیر ہوا اس وقت ہمدان پر معتز باللہ کیطرف سے جباخ اور جعلان دو امیر مقرر تھے۔ اہل ہمدان نے مرار۔اور جرجانی سے ان سے جنگ کے بارے میں مشورہ مانگا انہوں نے منع کیا اور حکم دیا کہ اپنے اپنے گھروں میں رہیں۔جب ان دونوں کے سپاہیوں نے سلمة بن سہیل اور دوسرے لوگوں کے گھر پر حملہ کیا اور ایک شخص کو تیر سے زخمی کیا تو انہوں نے اہلِ ہمدان کو جنگ کرنے کا فتویٰ دیا خود مرار بھی تلوار لٹکا کر ان کے ساتھ نکلے جنگ ہوئی اور فریقین کی طرف سے بہت سے لوگ مارے گئے۔اس کے بعد مرار کی تلاش شروع ہوئی۔انہوں نے"قم" والوں کے پاس پناہ لے لی۔ان کے ساتھ محدث ابراہیم بن مسعود بھی فرار ہوئے تھے۔ ابراہیم نے ان کی متابعت کر لی اور بچ گئے۔لیکن مرار برابر ان کی مخالفت کا کھلم کھلا اظہار کرتے رہے۔بالآخر گرفتار ہوئے اور قتل کر دیئے گئے۔(اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے)اگرچہ عام کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ فقط سنن ابن ماجہ میں ان سے حدیث منقول ہے لیکن صحیح بخاری کی کتاب الشروط والی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی حدیث صحیح بخاری میں بھی منقول ہے۔

جیسے کہ ان السکن اور ابوذر کی رائے ہے۔(مقالہ احوال شیوخ امام بخاریؒ، مفتی نظام الدین شامزئی:405)

36) نظر بن علی الجہضمی

عبداللہ بن احمد کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے ان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے ان کو پسند کیا اور کہا کہ ان سے روایت لینے میں کوئی حرج نہیں، عبدالرحمن بن ابی حاتم کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ابوحاتم سے پوچھا کہ آپ کے نزدیک نصر بن علی اور عمر بن علی میں سے کون زیادہ پسندیدہ ہیں۔انہوں نے کہا کہ نصر بن علی میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ، اوثق اور احفظ ہیں۔نسائی اور ابن خراش نے ان کو ثقہ کہا ہے۔فرہیانی سے منقول ہے کہ نصر میرے نزدیک نجیب لوگوں میں سے ہیں۔

حطم بن علان نے اپنی سند کے ساتھ ابی بکر ابی داؤد سے نقل کیا ہے کہ خلیفہ مستعین باللہ نے نصر بن علی کو منصب قضاء کے لیے نامزد کیا اور اس وقت کے بصرہ کے امیر عبدالملک نے ان کو بلایا اور خلیفہ کا حکم سنایا۔انہوں نے کہا کہ میں استخارہ کرنے کے بعد آپ کو بتاؤں گا۔یہ لوٹ کر آئے دو رکعت نماز پڑھی اور دعا کی کہ: اے پروردگار اگر میری کوئی نیکی آپ کے نزدیک مقبول ہے تو میری روح قبض کر لیجئے۔اس کے بعد سو گئے جب لوگوں نے جگانا چاہا تو دیکھا کہ ان کا انتقال ہو چکا ہے۔(مقالہ احوال شیوخ امام بخاریؒ، مفتی نظام الدین شامزئی:422)

37) ہشام بن عمار

یحییٰ بن معین نے ان کے متعلق کیّسٌ کیّس ٌ کے الفاظ بھی ارشاد فرمائے ہیں۔احمد العجلی نے ثقۃٌ اور صدوق کہا ہے ابوحاتم نے فرمایا کہ صدوق تھے البتہ آخری عمر میں تغیر لاحق ہوا تھا۔

امام بخاری امام مسلم، ابوداود اور نسائی کا ان پر اعتماد کرنا ان کی توثیق اور قابل اعتماد ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ ذہبیؒ نے لکھا ہے کہ کان من اوعیۃ العلم۔بچپن ہی کے زمانے سے طلب حدیث شروع کیا تھا۔ذہبی نے لکھا ہے کہ انہوں نے طلب حدیث 170ھ سے بھی پہلے شروع کیا تھا۔ایوب بن تمیم اور ولید بن مسلم سے قرآن پڑھا تھا۔

امام مالکؒ کے ساتھ ان کا ایک عجیب واقعہ منقول ہے۔یہ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے اپنا ایک گھر فروخت کر کے مجھے امام مالک کے پاس مدینہ منورہ حصول علم کے لیے بھیجا۔جب میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ امام مالکؒ بادشاہوں کی شان وشوکت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔جب ان کی مجلس ختم ہوئی تو مجھ سے لوگوں نے کہا کہ اب تمہیں جو پوچھنا ہے پوچھ لو۔ چنانچہ میں پوچھنا شروع کیا تو انہوں نے کہا اب ہم چھوٹے بچوں کے لیے رہ گئے۔چنانچہ غلام سے کہا کہ اس کو اٹھا کر لے آؤ غلام مجھے لے گیا امام مالک نے سترہ دُرّے مارے میں رونے لگا فرمایا کیوں روتے ہو کیا دُرّے سخت لگے۔میں نے عرض

کیا کہ میرے والد نے گھر فروخت کر کے مجھے آپ کے پاس علم کے حصول کے لیے بھیجا تھا لیکن آپ نے مجھے مارا تو امام مالک میری اس بات سے متاثر ہوئے اور مجھے اس مجلس میں سترہ حدیثیں سنائیں۔(مقالہ احوال شیوخ امام بخاریؒ، مفتی نظام الدین شامزئی:428)

38) یحییٰ بن جعفر البیکندی

سریج بن یحییٰ الموزن فرماتے ہیں کہ جب یحییٰ بن جعفر نے عراق کے سفر کا ارادہ کیا تو وہاں کے مشہور محدث کعبان کو خط لکھا کہ میں عراق آنا چاہتا ہوں، سریج فرماتے ہیں کہ جب ان کا خط کعبان کو ملا تو میں بھی اس موقع پر حاضر تھا۔ کعبان نے اپنے شاگردوں میں اعلان کرایا اجن کی بہت بڑی تعداد تھی کہ جو لطیف اور صحیح علم کو حاصل کرنا چاہتا ہو وہ یحییٰ کی مجلس میں ضرور حاضر ہو اور ان کی احادیث لکھے۔

ابن عدی نے لکھا ہے کہ امام بخاری نے جب مشہور محدث عبدالرزاق کے پاس یمن جانے کا ارادہ کیا تو یحییٰ نے بخاریؒ سے کہا کہ عبدالرزاق کا انتقال ہو چکا ہے۔ حالانکہ اس وقت وہ زندہ تھے۔ مقصد یہ تھا کہ امام بخاریؒ جیسا بڑا آدمی عبدالرزاق کی احادیث مجھ سے نقل کرے۔ ابن حبان نے بھی ان کو پانی کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔(مقالہ احوال شیوخ امام بخاریؒ، مفتی نظام الدین شامزئی:433)

39) یحییٰ بن عبداللہ بن زیاد بن شہداد السلمی ابوسھل خاقان

احمد بن خالد بن خلیل فرماتے ہیں کہ یحییٰ کو خاقان اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان کی والدہ تبت (جو چین کے علاقے میں ہے) کی رہنے والی تھیں اور وہاں کے لوگ اپنے بادشاہ کو اس دور کے عرف میں خاقان کہا کرتے تھے لوگوں نے ان کو بھی تعظیماً خاقان کہا یہ معروف اور ثقہ لوگوں میں سے تھے۔(مقالہ احوال شیوخ امام بخاریؒ، مفتی نظام الدین شامزئی:437)

40) یوسف بن موسیٰ بن راشد

ابن زولاق کہتے ہیں کہ میں نے ابوبکر بن محمد بن احمد الحداد کو سنا کہہ رہے تھے کہ میں نے ابوعبید بن حربویہ کے سامنے یوسف بن موسیٰ القطان کی احادیث کا ایک جز پڑا جب میں فارغ ہوا تو پوچھا کہ جیسے میں نے آپ کو سنایا کیا اس طرح آپ نے یوسف سے سنا تھا۔ فرمایا کہ ہاں البتہ تم نے اعراب صحیح پڑھے جبکہ یوسف اعراب صحیح نہیں پڑا کرتے تھے۔

امام نسائی نے لاباس بہ کہا ہے۔ یحییٰ بن معین نے صدوق قرار دیا ہے۔

خطیب نے تاریخ بغداد میں لکھا ہے کہ وقد وصف غیر واحدٍ من لاسمۃ ، یوسف بن موسیٰ بالثقۃ یحییٰ بن معین جیسے امام الجرح والتعدیل نے بھی ان پر اعتماد کیا ہے اوران کی حدیثیں لکھی ہیں۔ امام زہبیؒ نے ان کے متعلق لکھا ہے کہ کان من اوعیۃ العلم۔(مقالہ احوال شیوخ امام بخاریؒ، مفتی نظام الدین شامزئی:451)

(حاشیہ:7)

حافظ صاحب نے تہذیب التہذیب میں جوذکر کیا ہے اسے بنیاد بنا کر اور کچھ مزید تحقیق وتلاش کے بعد امام بخاریؒ کے وہ شیوخ جن سے بکثرت لیتے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے؛

1 عبداللہ بن یوسف التنیسی 300 سے زائد وفی الزھرۃ 236 روایات

2 قتیبہ بن سعید بن جمیل 308 روایات۔

3 علی بن عبداللہ مدینی 303 روایات۔

4 محمد بن یحیی بن ابی عمر العدنی 216 روایات

5 محمد بن بشار المعروف بندار 205 روایات۔

وہ شیوخ جن سے سو سے دوسو کے درمیان روایات لائے ہیں۔

1 ابوالیمان حکم بن نافع	2 ابونعیم الفضل بن دکین	
3 ابوالولید ھشام بن عبدالملک الطیالسی	4 سلیمان بن حرب	
5 عبداللہ بن مسلم القعنبی	6 عبداللہ بن عثمان بن جبل	
7 عبداللہ بن محمد المسندی	8 موسي بن اسماعیل التبوذی	9 محمد بن المثنی

وہ شیوخ جن سے پچاس سے سو کے درمیان روایات لائے ہیں:

1 عبدالعزیز بن عبداللہ الاویسی	2 عبداللہ بن الزبیر الحمید ی
3 ابراھیم بن موسی	4 ابراھیم بن المنذر، محمد بن یوسف الفریابی
5 محمد بن اثیر	6 حفص بن عمر

(حاشیہ:8)

سوال: بدار کن کا لقب ہے؟ جواب: محمد بن بشار کا

سوال: محمد بن بشار کا لقب بتائیں جواب: بندار
سوال: عمش کن کا لقب ہے جواب سلیمان بن مہران کا
سوال: سلیمان بن مہران کا لقب بتائیں جواب: اعمش
سوال: ابوقلابۃ کن کی کنیت ہے جواب: عبداللہ بن زید کی
سوال: عبداللہ بن زید کی کنیت بتائیں جواب: ابوقلابۃ
سوال: حمیدی کس کی نسبت ہے جواب: عبداللہ بن الزبیر کی
سوال: شیخ بخاری عبداللہ بن الزبیر کی نسبت بائین جواب: حمیدی
سوال: المجمر کن کا لقب ہے جواب: نعیم بن عبداللہ کا
سوال: نعیم بن عبداللہ کا لقب بتائیں جواب: المجمر
سوال: فضل بن دکین کی کنیت بتائیں جواب: ابونعیم
سوال: ابونعیم کا نام بتائیں جواب: فضل بن دکین
سوال: الاعرج کن کا لقب ہے جواب: عبداللہ بن ہرمز کا
سوال: القطان کس کی نسبت ہے جواب: یحی بن سعید بن فروخ کی
سوال: ابوادریس الخولانی کس کی کنیت اور نسب ہے جواب: عائذ اللہ بن عبداللہ کی
سوال: عائذ اللہ بن عبداللہ کی کنیت اور نسبت بتائیےجواب: ابوادریس الخولانی
سوال: الاسکاف کس کی نسبت ہے جواب: یونس بن ابی الفرات البصری کی
سوال: الاشجعی کس کی نسبت ہے جواب: میسرۃ بن عمار کی
سوال: الاموی کس کی نسبت ہے جواب: عمرو بن یحی بن سعید کی
سوال: الاوزاعی کس کی نسبت ہے جواب: عبدالرحمن بن عمرو کی
سوال: الاویسی کس کی نسبت ہے جواب: عبدالعزیز بن عبداللہ کی
سوال: البرسانی کس کی نسبت ہے جواب: محمد بن بکر کی
سوال: البزار کس کینسبت ہے جواب: حسن بن صباح کی
سوال: البکائی کس کی نسبت ہے جواب: زیاد بن عبداللہ کی
سوال: التمیمی کس کی نسبت ہے جواب: جویریۃ بن قدامہ کی

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

سوال: الثوری کس کی نسبت ہے جواب: سفیان/ منذر ابی یعلی کی

سوال: الجریری کس کی نسبت ہے جواب: سعید بن ایاس کی

سوال: الحنفی کس کی نسبت ہے جواب: عبید اللہ بن عبد المجید/ عبد الکبیر بن عبد المجید ابوبکر کی

سوال: الدراوردی کس کی نسبت ہے جواب: عبد العزیز بن محمد کی

سوال: الذھلی کس کی نسبت ہے جواب: محمد بن یحی بن عبد اللہ بن خالد ابو عبد اللہ کی

سوال: السکسکی کس کی نسبت ہے جواب: ابراہیم ابو اسماعیل کی

سوال: الصنابحی کس کی نسبت ہے جواب عبد الرحمن بن عسیلۃ کی

سوال: الضبی کس کی نسبت ہے جواب: سلمان بن عامر کی

سوال: العقدی کس کی نسبت ہے جواب عبد الملک بن عمرو ابو عامر کی

سوال: الغسانی کس کی نسبت ہے جواب ابو مروان یحی بن ابی زکریاء کی

سوال: المقبری کس کی نسبت ہے جواب: سعید بن ابی سعید کی

سوال: المقدمی کس کی نسبت ہے جواب محمد بن ابی بکر کی

سوال: القعنبی کس کی نسبت ہے جواب: عبد اللہ بن مسلمۃ کی

سوال: المسندی کس کی نسبت ہے جواب: عبد اللہ بن محمد کی

(حاشیہ:9)

مکثرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تعارف:

اس مرحلہ میں ہم مکثرین صحابہ رضی اللہ عنہم کی اور ان کے مشہور تلامذہ کا تعارف حاصل کریں گے۔ مکثرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مراد وہ صحابہ ہیں جن کی روایات ایک ہزار سے زائد ہیں۔ اور وہ سات صحابہ ہیں جو درج ذیل ہیں:

(1) حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ 5374 روایات

(2) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ 2630 روایات

(3) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ 2286 روایات

(4) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا 2210 روایات

(5) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ 1660 روایات

(6) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ 1540 روایات

(7) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ 1170 روایات

پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جن کی روایات سینکڑوں میں ہیں ان کی طرف متوجہ ہونا چاہیے، ان میں سے تین حضرات کی روایات پانچ سو سے زیادہ ہیں:

(8) حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ 848 روایات

(9) عبداللہ بن عمرو بن عاص 700 روایات

(10) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ 537 روایات

مکثرین صحابہ رضی اللہ عنہم کے مشہور شاگرد

اب جب صحابہ کریم رضی اللہ عنہم کی معرفت کسی درجہ میں حاصل ہوگئی تو ان سے نقل کرنے والے کبار تابعین کی طرف متوجہ ہونا چاہیے اور وہ بالترتیب ذکر کیے جاتے ہیں۔

اصحاب حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے چھ زیادہ مشہور ہیں۔

امام ابوداودؒ کہتے ہیں میں نے یحیٰ بن معینؒ سے پوچھا کہ حضرت ابوہریرۃ سے احادیث کی نقل میں کون زیادہ قابل اعتماد ہے تو انہوں نے فرمایا کہ:

(1) سعید بن المسیب	(2) ابوصالح ذکوان
(3) ابن سیرین	(4) (سعید) المقبری
(5) (عبدالرحمن بن ہرمز) الاعرج	(6) ابورافع (مولی آل عمر)
(7) ہمام بن منبہ	(8) ابوسلمۃ بن عبدالرحمن

ان چھ کے ساتھ دو حجرات کا اور اضافہ کرلین تو یہ فہرست اور جامع ہوجاتی ہے۔

(7) ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف (8) ہماما بن منبہ۔

اصحاب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ

(1) ان کے بیٹے سالم	(2) ان کے مولی نافع

(3) ان کے مولی عبداللہ بن دینار (4) مجاہد

(5) سعید بن جبیر

اصحاب حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

(1) قتادہ بن دعامہ السدوسی (2) ابن شہاب الزہری

(3) ثابت البنانی (4) حمیدی بن ابی حمدی الطویل

(5) عبدالعزیز بن صہیب (6) اسحاق بن عبداللہ الانصاری

(7) الحسن البصری

اصحاب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

(1) ان کے بھانجے حضرت عروہ بن الزبیر (2) ان کے بھتیجے قاسم بن محمد بن ابی بکر

(3) مسروق بن لاجدع (4) اسود بن یزید النخی

(5) عمرہ بنت عبدالرحمن الانصاریہ (6) یحیٰ بن سعید الانصاری

(7) ابوسلمہ (8) سعد بن ہشام

اصحاب حضرت جابر بن عبداللہ

(1) ابوالزبیر محمد بن مسلم المکی (2) عطاء بن ابی رباح

اصحاب حضرت ابوسعید الخذری

(1) ابوصالح ذکوان (2) عطاء بن یسار

(3) المنذر بن مالک ابوندرۃ (4) عطیۃ العوفی

اصحاب حضرت عبداللہ بن مسعود

(1) علقمہ بن قیس النخعی (2) ابووائل شقیق بن سلمہ الاسدی

(3) مسروق بن لاجدع (4) عبیدۃ السلیمانی

(5) الاسود بن یزید (6) الحارث الاعور

(7) شریح القاضی

اصحاب حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص

ان کی عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی سند زیادہ معروف ہے۔

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

اصحاب حضرت علی بن ابی طالب

(1) قیس بن ابی حازم (2) عبیدہ السلمانی

(3) علقمہ بن قیس (4) عبیدۃ

(5) عاصم بن ضمرۃ (6) الحارث الاعور

اصحاب عبداللہ بن عباس

(1) سعید بن جبیر (2) طاؤس

(3) عطاء (4) مجاہد

(5) جابر بن زید (6) عکرمۃ

(7) عبیداللہ بن عبداللہ (8) کریب

(9) مقسم

یہ مکثرین صحابہ کے مشہور تلامذہ کا کچھ تعارف ہوگیا۔(ہم سند حدیث کیسے پہچانیں:28-32)

(حاشیہ:10)

صحابہ کرام میں اصحاب فتاویٰ تقریباً 130 حضرات تھے جن میں مرد اور عورتیں دونوں صنف شامل تھیں۔ان میں فتویٰ کے اعتبار سے 7 صحابہ مکثرین ہیں یعنی ان کے فتاویٰ کثرت سے ہیں۔ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

(1) حضرت عمر بن خطاب (2) حضرت علی بن ابی طالب

(3) عبداللہ بن مسعود (4) ام المومنین حضرت عائشہ

(5) حضرت زید بن ثابت (6) حضرت عبداللہ بن عباس

(7) حضرت عبداللہ بن عمر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔(سیرت ائمہ اربعہ:11)

(حاشیہ:11)

مدار الاسانید حضرات کا تعارف

علی بن مدینیؒ فرماتے ہیں؛

نظرت فاذا علم الاسانید یدور علی ستۃ نفر

میں غور وخوض کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ علم الاسانید کا مدار چھ اشخاص پر ہے۔

پہلا طبقہ

مدینہ منورہ میں

(1) محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن شہاب الزہری

اہل مکہ میں

(2) عمرو بن دینا المکی

اہل بصرہ میں

(3) یحییٰ بن ابی کثیر البصری الیمامی الطائی (4) قتادہ بن دعامۃ السدوسی

اہل کوفہ میں

(5) ابو اسحاق عمرو بن عبداللہ السبیعی (6) سلیمان بن مہران الاعمش

دوسرا طبقہ: اصحاب الاصناف

پھر ان چھ اشخاص کا علم بارہ حضرات کی طرف ہوا جنہیں بقول حافظ ابن مندہؒ اصحاب الاصناف کہا جاتا ہے جنہوں نے علم حدیث میں تصنیف کی۔

ان میں سے تین علیحدہ علیحہ شہروں کے ہیں اور دو مکہ دو کے، دو مدینہ کے اور پانچ بصرہ کے، تین علیحدہ علیحدہ شہروں کے یہ ہیں؛

اہل کوفہ میں

(1) سلیمان بن سعید بن مسروق الثوری

اہل شام میں

(2) عبدالرحمن بن عمرو الاوزعی

اہل واسط میں

(3) ہشیم بن بشیر

اہل مکہ میں

(4) عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج (5) سفیان بن عیینہ

مدینہ منورہ میں

(6)مالک بن انس (7)محمد بن اسحاق بن یسار یہ

وہ اسحاق ہیں جنہوں نے سیرت پر سب پہلی کتاب لکھی جو سیرت ابن اسحاق کے نام سے مشہور ہے (یہ دونوں حضرت امام زہری کے اصحاب میں سے ہیں)

اہل بصرہ میں

(8)سعید بن ابی عروبہ (9)حماد بن ابی سلمہ البصری

(10)ابوعوانہ الوضاح بن عبداللہ الیشکری (11)شعبہ بن الحجاج

(12)معمر بن راشد البصری

تیسرا طبقہ

دوسرے طبقہ کے ان بارہ حضرات کا علم چھ اشخاص کی طرف منتقل ہوتا ہے۔

(1)یحی بن آدم (2)یحی بن زکریا بن ابی زائدہ

(3)یحی بن سعید القطان (4)عبداللہ بن مبارک حنظلی

(5)عبدالرحمن بن مہدی (6)وکیع بن الجراح بن ملیح

حافظ ابن مندہؒ اس قول کو نقل کرنے بعد فرماتے ہیں علی بن مدینیؒ نے اس آخری طبقہ میں امام احمد بن حنبلؒ کا تذکرہ نہیں کیا حالانکہ وہ ان مذکورہ بالا حضرات میں زیادہ بلند مقام کے حامل تھے۔(ہم سند حدیث کیسے پہچانیں؟،مولانا عبداللہ اسلم لاہوری،معرفۃ مدارالاسناد:1/95،رواۃ الحدیث،عواد:883)

(حاشیہ:12)

بخاری شریف کے ضعیف رواۃ جس کی کسی نے توثیق نہیں۔

1)اُسید بن زید جمال (لم أر لاحد منہ توثیقا)(اصول حدیث کے بعض اہم مباحث:۱۱۵)

2)یحییٰ بن ابی زکریا الغسانی (لاتجوز الروایۃ عنہ)

3)اسحق بن محمد فروی

(حاشیہ:13)

علمائے متقدمین کے نزدیک تصحیح الفاظ کی بہت زیادہ اہمیت تھی، وہ حضرات ان لوگوں سے سخت ناراض ہوتے تھے جو تصحیح الفاظ میں گڑبڑ کرتے تھے۔

علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کچھ لوگوں کے پاس گزرے، وہ لوگ تیز اندازی کی مشق کررہے تھے، لیکن اچھی طرح تیز اندازی نہیں کررہے تھے، ان لوگوں نے حضرت عمرؓ کو دیکھ کرعرض کیا: یاامیر المؤمنین نحن قوم متعلّمین۔ بجائے نحن قوم متعلمون کہنے کہ نحن قوم متعلّمین کہہ دیا کہ ہم ابھی تیز اندازی سیکھ رہے ہیں، ماہر فن نہیں ہے، اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تمہارا دوران گفتگو غلطی کرنا یہ تیر اندازی میں غلطی کرنے کے مقابلہ میں خطرناک ہے، اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم کرے جس نے اپنی زبان کی اصلاح کرلی۔

حضرت ابن عمرؓ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ اپنے صاحبزادہ کو الفاظ میں غلطی کا ارتکاب کرنے پر مارا کرتے تھے۔

حضرت حسن بصریؒ سے کسی نے عرض کیا کہ ہمارا امام پڑھنے میں غلطی کرتا ہے کیا کیا جائے، حضرت حسنؒ نے فرمایا کہ اسے امامت سے الگ کرو۔

حماد بن سلمہؒ فرماتے ہیں کہ جو آدمی مجھ سے احادیث بیان کرنے میں غلطی کریں وہ مجھ سے حدیث بیان نہ کریں۔

(غریب الحدیث للخطابی:1/60،شرح حدیث کے لیےضروری امور:35)

(حاشیہ:14)

امام احمد بن حنبلؒ کا قول ہے کہ جب تک کسی حدیث کے تمام طرق جمع نہ کیا جائے وہاں تک اسے نہیں سمجھا جاسکتا ہے، کیوں کہ کبھی ایک حدیث دوسری حدیث کی شرح کرتی ہے۔(الجامع لاخلاق الروای وآداب السامع:2/212)

حافظ ابن حجرؒ کا قول ہے کہ یہ بات طے شدہ ہے کہ حدیث کی تشریح کرنے کے لیے اس حدیث کے تمام طرق جمع کیا جائے اور تمام طرق کے ذریعہ الفاظ حدیث کی تشریح کی جائے، اس لیے کہ اس طریقہ سے حدیث کا مفہوم جلد سمجھ میں آجاتا ہے اور حدیث کی سب سے بہترین شرح وہ ہے جو کسی حدیث کے ذریعہ ہو۔(فتح الباری:6/475)

دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حدیث جب ثابت شدہ ہو تو اس کے تمام طرق کو جمع کرنے کے بعد ہی مطلق کو مقید کیا جائے تا کہ صحیح بات پر عمل کیا جاسکے۔(شرح حدیث کے لیے ضروری امور:18)

(حاشیہ:15)

درج ذیل صورتوں میں قول صحابی کی اتباع ضروری ہے:

1) صحابی قرآن کریم کی تفسیر بیان کریں بشرطیکہ وہ تفسیر کسی صحیح مرفوع حدیث کے مخالف نہ ہو۔

2) صحابی کا کسی بات یا کام سے متعلق یوں کہنامن السنة کذا (یہ بات بھی سنت ہے) یا امرنا بکذا، کنا نؤمر (ہمیں حکم دیا گیا ہے، ہمیں حکم دیا جاتا تھا) اسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت یا حدیث اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم یا نہی ہی سمجھا جائے گا۔(دراسات فی اصول الحدیث علی منهج الحنفية، عبدالمجيد التركمانی :465 اسلامی قانون کی تشکیل میں صحابہ کا کردار، ڈاکٹر عرفان خان ڈھلوں: 108-114، اثر الحدیث النبوی الشریف فی اختلاف الفقهاء، شیخ محمد عوامه: 226-225، قول الصحابی من السنة بين الوقف والرفع الموسوعة الفقهية الكويتية جهر/12 تطبیق/2، اعلاء السنن 4/6، قواعد فی علوم الحدیث عثمانی 128 تدریب الراوی 3/98-108-113)

3) صحابی حدیث کی تفسیر (محتمل کی تعیین مطلق کی تقیید عام کی تخصیص) بیان کریں۔(اثر الحدیث النبوی فی اختلاف الفقهاء، شیخ محمد عوامه: 235، دراسات فی اصول الحدیث علی منهج الحنفية، عبدالمجيد التركمانی: 457، اجمال الاصابه فی اقوال الصحابه: 83)

4) جس مسئلہ میں کوئی نص قرآن وحدیث کی نہ ہو اس میں صحابی کا قول چاہے قیاس کے موافق ہو یا مخالف، بس شرط یہ ہے کہ وہ لوگوں کو کثرت سے پیش آنے والے کاموں (فیما تعم به البلوی) میں سے نہ ہو۔(دراسات فی اصول الحدیث علی منهج الحنفية، عبدالمجيد التركمانی: 444۔ الموسوعة الفقهية الكويتية عموم البلوى ۔الموسوعة الفقهية الكويتية قول الصحابی المذهب الثانی والرابع / 2 اختلاف / فقرة 7 2 عموم البلوى/7 مطلق/3 قواعد فی علوم الحدیث عثمانی 128-96 دراسات فی اصول الحدیث علی منهج الحنفية، عبدالمجيد التركمانی 451-453 اجمال الاصابة فی اقوال الصحابه 75 اسلامی قانون کی تشکیل میں صحابہ کا کردار، ڈاکٹر عرفان خان ڈھلوں: 259 عهد نبوی میں صحابہ کرام کی فقہی تربیت، مولانا عبدالحلیم چشتی: 100)

نوٹ: صحابی کا وہ قول جس میں قیاس کا دخل نہ ہو جسے اجتہاد سے معلوم نہ کیا جاسکتا ہو وہ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مرفوع کے حکم میں ہے۔(اجمال الاصابة فی اقوال الصحابه: 73، اسلامی قانون کی تشکیل میں صحابہ کا کردار،

ڈاکٹر عرفان خان ڈھلوں: 259 کویتیہ قول الصحابی/الرابع فقرہ: 2۔دراسات فی اصول الحدیث علی منہج الحنفیۃ، عبدالمجید الترکمانی / المذھب الثانی 452۔تدریب 3/ 117 قواعد فی علوم الحدیث: 127)

5) صحابی کا کوئی قول وعمل یا فتویٰ کسی حدیث کا جو ظاہری مطلب ہو اس کے خلاف ہو تو بھی صحابی کی بات کو لیا جائے گا۔(کمانی: 460 اجمال الاصابۃ فی اقوال الصحابہ: 91، اسلامی قانون کی تشکیل میں صحابہ کا کردار، ڈاکٹر عرفان خان ڈھلوں: 132)

(6) جس (غیر منصوص) مسئلہ میں صحابہ کے اقوال مختلف ہوں اور ان مختلف اقوال میں تطبیق اور ہم آہنگی ہی نہ ہو سکتی ہو تو مجتہد جس قول کو دلائل کے لحاظ سے زیادہ مضبوط پائے اسے اختیار کرے گا (علوم القرآن تقی عثمانی صاحب :340، الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ اختلاف: 27، اسلامی قانون کی تشکیل میں صحابہ کا کردار، ڈاکٹر عرفان خان ڈھلوں: 308)

(حاشیہ: 16)

علمائے نے سبب ورود پر جو کتابیں تالیف کی ہیں ان میں سے اکثر مفقود ہیں، صرف دو کتابیں مطبوع اور مشہور ہیں؛

(1) اللمع فی أسباب الحدیث، امام سیوطی (م: 911): اس کتاب کو ابواب فقہیہ کی ترتیب پر مرتب کیا گیا ہے، حدیث ذکر کرنے کے بعد سبب ورود بیان کرتے ہیں۔

(2) البیان والتعریف فی أسباب ورود الحدیث الشریف، ابن حمزہ حسینی دمشقی حنفی (م: 1120): یہ اس فن کی سب سے بڑی کتاب ہے جسے حروف ہجائیہ پر مرتب کیا گیا ہے، ابتداء میں ایک مقدمہ تحریر کیا ہے جس میں سبب ورود کی اہمیت، اس کی قسمیں وغیرہ امور پر روشنی ڈالی ہے۔(شرح حدیث کے لیے ضروری امور: 47)

(حاشیہ: 17)

تفصیل کے لیے دیکھیں: اکمال مبھمات البخاری وفوائد الفتح الباری المعوروفۃ باسم الأجوبۃ الواردۃ عن اسئلۃ الوافدۃ لشیخ الاسلام ابی الفضل احمد بن علی بن محمد ابن الحجر العسقلانی

(حاشیہ:18)

اطلس الحدیث النبوی، ابوالخلیل کی کتاب سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

(حاشیہ:19)

اس سلسلہ میں علماء نے کافی جدوجہد کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں رائج اوزان و پیمانوں کا مقارنہ کر کے ان امور کو بھی کتابوں کے سینوں میں محفوظ کر لیا ہے، شکر اللہ سعیہم کچھ کتابیں مندرجہ ذیل ہیں؛

(1) اوزان شرعیہ: حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ (2) اسلامی اوزان: مولانا فاروق اصغر صارمؒ

(3) ثمرۃ الاوزان: مولانا شیر الدین صاحب (4) مسائل المیز ان: مفتی اسامہ پالن پوری صاحب

(5) الاوزان المحمود: مولانا ابوالکلام شفیق الرحمن صاحب مظاہری

(6) تنشیط الاذہان فی توضیح المیز ان: مولانا مبین الرحمن صاحب

(7) مفتاح الاوزان: مفتی عبدالرحمن قاسمی عظیم آبادی صاحب (شرح حدیث کے لیے ضروری امور:55)

(حاشیہ:20)

تمہید:

ایک طرف ائمہ کرام کے سامنے بہت سی ایسی احادیث تھیں، جن میں تعارض تھا (ایک حدیث سے ایک کام یا ایک عمل کی اجازت سمجھ آ رہی ہے دوسری ممانعت) اور اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی فیصلہ بھی نہ دیا تھا کہ ان میں کون سی حدیث پہلے کی ہے کونسی بعد کی، کونسی صحیح ہے کونسی ضعیف، کونسی ناسخ ہے کونسی منسوخ) تو ایسے موقع پر کیا کیا جائے؟ کیا ان سب کو چھوڑ دیا جائے یا بعض کو لے کر بعض کو چھوڑ دیا جائے؟

دوسری طرف حدیث معاذؓ (ابوداؤد، القضاء، رقم:3592) تھی جس سے پتہ چلتا ہے کہ جہاں اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ براہ راست نہ ملے وہاں مجتہد کو اجتہاد کا اختیار دیا جاتا ہے۔

چنانچہ اس صورتحال میں مذکورہ اختیار کو استعمال کرتے ہوئے اجتہاد کیا اور ہر ایک امام نے متعارض احادیث میں کس کو لینا ہے کس کو چھوڑنا ہے یا کیا کرنا ہے اس کے لیے انہوں نے اپنے اپنے اصول بنائے۔

متعارض روایات میں ائمہ کے اصول

- ائمہ ثلاثہ ترجیح دیتے ہیں
  - شوافع: اصح مافی الباب والی روایت کو لیتے ہیں (یعنی قوت سند/صحت والی روایت) (فتح الباری، البیوع، النھی للبائع ان لایحفل 460/4)
  - مالکیہ: تعامل اہل مدینہ/حرمین والی روایت کو لیتے ہیں (التمھید 1/3، البیان والتحصیل 331/17)
  - حنابلہ: فتاویٰ صحابہؓ کی کثرت والی روایت کو لیتے ہیں
- ائمہ احناف
  - 1. جہاں تک ممکن ہو تطبیق دیتے ہیں
  - 2. جہاں تطبیق ممکن نہ ہو وہاں ترجیح دیتے ہیں

1. جہاں تک ممکن ہو تطبیق دیتے ہیں/تطبیق کے اصول

اصول 1 اوفق بالقرآن کو لیتے ہیں:

یعنی اول قرآن کو دیکھتے ہیں، پھر احادیث کو، اور جس حدیث کو نص قرآن کے موافق پاتے ہیں اس کو ترجیح دیتے ہیں اور اس پر اپنے مذہب کی بنیاد رکھتے ہیں اور بقیہ احادیث کو محامل حسنہ پر محمول کرتے ہیں۔

(مقالات عثمانی 88 / 2، دراسات فی اصول الحدیث علی منہج الحنفیۃ للترکمانی 251، الکفایۃ فی علم الروایۃ 432 / 1، العالم والمتعلم 25، الرد علی سیر الاوزعی 31 / 1، الفصول فی الأصول 156 / 1، أصول السرخسی 364 / 1)

أدلۃ:

1. الخبر

(1) حضرت ابو جعفرؒ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ یہودیوں کو بلایا اور ان سے کچھ سوالات کیے، انہوں نے جوابات دیے اور حضرت عیسیٰؑ پر جھوٹ باندھا، چنانچہ آپ ﷺ منبر پر تشریف لے گئے، اور لوگوں کے سامنے خطبہ دیا اور فرمایا:

میرے بعد میرے حوالے سے حدیثیں پھیل جائیں گی، لہٰذا جو حدیث قرآن کے موافق وہ میری طرف سے ہے، اور میرے حوالے سے جو حدیث قرآن کے خلاف آپ لوگوں کے پاس آجائے تو وہ میری طرف سے نہیں ہے۔(الرد علی سیر الاوزعی 25-24)

2. صنیع الصحابۃؓ

(2) قصۃ فاطمۃ بنت ابی قیس فی نفقۃ المبتوتۃ (ابوداؤد، طلاق، نفقۃ المبتوتۃ، رقم 2284)

(3) رواویۃ ابن عباس فی القضاء بیمین وشاہد (مسلم، الاقضیۃ، قضاء بیمن وشاہد، رقم 1712)

(4) روایۃ عدم حرمۃ الرضاعۃ بالمصۃ ولا المصتان (مسلم، رضاع، المصۃ والمصتان، رقم 1450)

3. القیاس/المعقول

(5) القرآن ثابت بیقین، وفی الخبر شبھۃ فلا یترک القرآن بما فیہ الشبھۃ (دراسات فی اصول الحدیث علی منہج الحنفیۃ للترکمانی 284)

اَمثلہ:

(1) قراءت خلف الامام میں ''وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ'' کی وجہ سے عدم جواز قراءت خلف الامام والی روایات ترجیح دی۔

(2) آمین بالجہر میں ''اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً'' کی وجہ سے آمین بالسر والی روایات کو ترجیح دی۔

(3) رفع یدین میں ''وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ'' کی وجہ سے عدم رفع یدین کو والی روایات کو ترجیح دی۔

(4) جمع بین الصلاتین میں ''اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا'' کی وجہ سے عدم جمع والی روایت کو مذہب کی بنیاد بنایا۔

اصول 2 اوفق بالقیاس کو لیتے ہیں:

جس کی ترتیب یہ ہوتی ہے، باب کی تمام روایات میں مندرجہ ذیل ترتیب پر دیکھتے ہیں:

(1) سب سے پہلے تخریج مناط کرتے ہیں ۔

(2) پھر تنقیحِ مناط کرتے ہیں ۔

(3) پھر تحقیقِ مناط کرتے ہیں۔

(4) پھر اس کے بعد اس روایت کو مذہب بناتے ہیں جس میں یہ غرض شارح (سبب حکم/علت حکم) زیادہ صراحتاً یا دلالۃً زیادہ نمایاں اور واضح ہو خواہ وہ روایت سند کے اعتبار سے قوی یا کچھ کمزور ہو۔

(5) بقیہ روایات کو غرض شارع اور مناط حکم اور اس روایت سے جوڑے چلے جاتے ہیں جس میں یہ معیاری غرض نمایاں ہوتی ہو۔

=جس سے ساری روایات اپنے اپنے موقع پر چسپاں ہوتی چلی جاتی ہیں، اور مناط حکم کے ساتھ حکم کے وہ اجزاء جوان مختلف روایات میں پھیلے ہوئے تھے موقعہ بموقعہ جڑ کر اس باب کا عظیم علم بن جاتے ہیں، جس میں عمل کے وہ تمام پہلو جمع ہوجاتے ہیں جوان مختلف روایات میں پھیلے ہوئے تھے پھر یہ ساری حدیثوں کا علم کا یہ مجموعہ یکجا ہو کر کتنے ہی نئے علوم کے دروازے کھول دیتا ہے۔

• الغرض ائمہ احناف نبی کریم ﷺ کے ایسے فیصلوں کو جو آپ ﷺ نے بعض مواقع پر پیش آمدہ صورت حال کی ضروریات کے تناظر میں فرمائے مستقل اور بے لچک شرعی احکام کا درجہ نہیں دیتے بلکہ ایسے معاملات میں شریعت کے اصول کلیہ کی روشنی میں اجتہاد اور قیاس کے ذریعے سے شارع کا منشا متعین کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔

• الغرض امام ابوحنیفہؒ قوت سند کے ساتھ اس سے زیادہ مناط حکم تخریج و تحقیق اور تنقیح و تفقہِ روایات پر زور دیتے ہیں جس سے حکم کی قوت بھی نمایاں ہوتی ہی ء اور وسعت بھی۔ ظاہر ہے جب یہ روایت کے ساتھ یہ درایت شامل ہوگی تو اس قسم کے ایک ہی حدیث سے جو مناطِ حکم پر مشتمل ہے اس باب کے اور بھی بہت سارے احکام کو فیصلہ ہوجائے گا، اور تمام مسائل اپنے حقیقی مرکز سے مربوط ہو کر حل ہوجائیں گے، پھر صحیح روایتیں تو بجائے خود ہیں ضعیف روایتیں بھی جو قابل احتجاج ہوں ہاتھ سے جانے نہیں پائیں گی، مگر پھر بھی تعصباً حنفیہ کو قیّاس کہہ کر تاریک حدیث کا خلاف واقعہ لقب دیا جاتا ہے

• البتہ اس جمع بین الروایات اور تحقیق و تنقیح مناط کی وجہ سے حنفیہ کے یہاں بلاشبہ توجیہات کی کثرت ہے کہ اس کے بغیر روایات باہم جڑ کر حکم کا جامع نقشہ نہیں پیش کرسکیں، مگر یہ توجیہات تاویلات محضہ یا تخمینی باتیں نہیں بلکہ اصول و نصوص سے مؤید ہونے کی وجہ سے تقریباً حدیث کی تفسیرات کے ہم پلہ ہوتی ہیں۔

• پھر بیشتر مسائل میں کسی حدیث کا ایک مخصوص مفہوم مراد لے کر یہ اعتراض کردیا جاتا ہے کہ احناف کی رائے اس حدیث کے خلاف ہے، حالانکہ احناف اپنی فکر و فہم کے مطابق اسی حدیث کا اس سے مختلف مفہوم مراد لیتے ہیں جو معترضین بیان کرتے ہیں۔

(5) پھر تعامل صحابہؓ اور فتاویٰ صحابہؓ بھی مؤیدات کے طور پر ان روایات کے ساتھ جمع کردیے جاتے ہیں، تو اس علم میں ایک دوسرے عظیم علم کی آمیزش ہو کر علم کا یہ سمندر بن جاتا ہے۔ (علمائے دیوبند کا دینی رخ اور مسلکی مزاج، حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ)

اُدلۃ:

روایات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فہم حدیث کے حوالے سے صحابہ کرامؓ کو اس بات کی تعلیم دی کہ آپ جو بات ارشاد فرمائیں یا جو عمل کریں صحابہ کرام اس کے مقصد کو سمجھنے کی کوشش کریں اور اس کی اصل روح کو مدنظر

رکھتے ہوئے اسے عمل میں لائیں، اور اگر کسی موقع پر صحابہؓ کی نظر حکم کی علت اور حکمت سے ہٹ جاتی تو آپ ان کی توجہ دوبارہ اس کی طرف مبذول کرا دیتے تھے۔ مثلاً

(1) حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت جس میں آپ ﷺ کا نماز کے دوران جوتے اتارنے کا ذکر ہے، اس میں آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے یہ سوال کر کے کہ ''تم نے کیوجوتے اتارے'' انہیں یہ بات سمجھائی کہ آپ کے کسی عمل کے پس منظر کو سمجھے بغیر اس کی پیروی کرنے کے بجائے یہ دیکھنا چاہیے کہ اس عمل کی نوعیت کیا ہے اور اس کی پیروی امت سے مطلوب ہے یا نہیں؟ (ابوداؤد، الصلاۃ، الصلاۃ فی النعل، رقم:650)

(2) حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہے کہ ایک مرتبہ عید الاضحیٰ کے موقع پر کچھ لوگ مہمان بن کر مدینہ منورہ میں آئے، رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ قربانی کا گوشت تین دن کے لیے ذخیرہ کرو اور باقی سب صدقہ کر دو۔ کچھ عرصہ بعد لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ہم پہلے اپنی قربانی کے جانور سے بہت فائدہ اٹھاتے تھے، آپ نے فرمایا تو اب کیا ہوا لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ نے خود منع فرمایا تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ تو میں نے ان مہمانوں کی وجہ سے منع کیا تھا۔ یہاں بھی صحابہ کرامؓ کی توجہ رسول اللہ ﷺ کی ہدایت کے واقعاتی پس منظر اور اس کے مقصد سے ہٹ گئی جس پر آپ نے ان کی اصلاح فرمائی اور اپنی ہدایت کا اصل منشا ان پر واضح فرما دیا۔ روایت سے یہ بھی واضح ہے کہ نبی کریم ﷺ صحابہ سے یہ توقع کرتے تھے کہ وہ آپ کی طرف سے کسی نئی ہدایت کا انتظار کرنے کے بجائے ممانعت کے اصل مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے از خود یہ سمجھ لیتے کہ وہ مخصوص صورت حال ختم ہونے کے بعد یہ ممانعت باقی نہیں رہی۔

(ابوداؤد، الضحایا، حبس لحوم الاضاحی، رقم:2812)

(3) حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ تم میں سے کوئی شخص عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنو قریظہ پہنچ کر، جب وہاں پہنچنے میں دیر ہوگئی تو ایک فریق نے اس حدیث کے ظاہر پر عمل کرنے کے بجائے حدیث کی منشا کو مدنظر رکھا اور راستے میں ہی نماز پڑھی۔ (بخاری، صلاۃ الخوف، رقم:946)

(3) آپ ﷺ کو ایک صحابی پسند نہیں آئی، اس صحابی نے اس کو محسوس کر لیا، وہ اپنے گھر آئے اور چادر تندور میں ڈال دی، آپ ﷺ کو جب پتہ چلا تو آپ نے فرمایا آپ اس چادر کو اپنے گھر مستوات کو دیتے، تندور میں کیو ڈالی۔ حیاۃ الصحابہ 461/2، اخرجہ الدولابی)

امثلہ:

(1) ولوغ کلب میں تثلیث پر مذہب کی بنیاد رکھی، تسبیع اور تتریب کو استحباب پر محمول کیا۔

(2) قضاء حاجت کے وقت استقبال اور استدبار میں ''من تفل تجاہ القبلۃ'' کے قیاس کی وجہ سے روایت اابوایوب

انصاریؒ پر مذہب کی بنیاد رکھی۔

2. جہاں تطبیق ممکن نہ ہو وہاں ترجیح دیتے ہیں:

خبر واحد جب قرآن/ حدیث نبویہ/سنت متواتر کے خلاف ہو تو مرجوح ہوگی

(حاشیہ:21)

حدیث انما الاعمال بالنیات کی عملی رہنمائی کے لیے دیکھیں ہماری کتاب: نیت اور تعلیمات نبوی ﷺ

کتاب الایمان کی احادیث کے مطالبہ اور اس پر عمل کرنے کے لیے دیکھیں ہماری کتاب: کتاب الایمان کی احادیث کا مطالبہ

کتاب الفتن کی احایث کی عملی رہنمائی کے لیے دیکھیں ہماری کتاب: فتنوں سے حفاظت۔

(حاشیہ:22)

حفظ حدیث کی کوشش اعدادیات کے زمانے سے ہی شروع ہونی چاہیے اور مختصر مختصر احادیث جن کا عملی زندگی سے تعلق ہے وہ زبانی یاد کروانی چاہئیں مثلاً مفتی محمد شفیع عثمانی صاحبؒ کی جوامع الکلم ہے یا علامہ نوویؒ کی اربعین ہے۔

عرب حضرات کے ہاں اس کا اہتمام ملتا ہے مثلاً ایک چھوٹا سا باتصویر رسالہ جس میں چہرہ مٹا ہوا ہوتا ہے الطفل اللبیب لاحادیث الحبیب ﷺ کے نام سے ہے یا شیخ عوامہ مدظلہ نے صحاح احادیث القصار کے نام سے ایک چھوٹی سی کتاب لکھی ہے ہمارے محترم مولانا عبدالرحمن کوثری صاحب نے الارشادات النبویہ کے نام سے بھی ایسی کوشش کی ہے جو غالباً ابھی مطبوع نہیں، پھر جب بچہ اس مرحلہ سے گزر کر قدرے تفصیل کے مرحلہ کو پہنچتا ہے تو اس لیول میں حفظ کے لیے جواہر البحار من احادیث القصار ہے جو دو جلدوں میں شائع ہوئی ہر حدیث کے ساتھ اس کی مختصر شرح بھی ہے یا فؤاد عبد الباقی صاحب کی مختصر اللؤلؤ والمرجان فیما اتفق علیہ الشیخان ہے۔ اسی طرح ان کے ہاں بلوغ المرام، ادب المفرد، عمدۃ الاحکام کتب پڑھنے کا رواج ہے۔

یادداشت

المنبر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

آیئے ہم ایک دوسرے کے مددگار بنیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گرامی قدر محترم جناب ____________ امید ہے کہ مزاج بخیر وعافیت ہوں گے

آپ اور آپ کی آراء ہمارے لیے بہت اہم ہیں۔ بہت خوشی ہوگی کہ آپ اس کتاب سے متعلق اپنی کوئی قیمتی رائے، کوئی تجویز اور مفید بات بتائیں۔

یقیناً آپ اس سلسلے میں ہمارے ساتھ تعاون فرما کر ان شاء اللہ تعالیٰ ادارے کی کتب کے معیار کو بہتر سے بہتر بنانے میں مددگار بنیں گے۔

امید ہے جس جذبے سے یہ گزارش کی گئی ہے، اسی جذبے کے تحت اس کا عملی استقبال بھی کیا جائے گا اور آپ ضرور ہمیں جواب لکھیں گے۔

☆ کورس کا تعارف کیسے ہوا؟

☆ کیا آپ نے اپنے محلہ کی مسجد، لائبریری یا مدرسہ/ اسکول میں اس کتاب کو وقف کر کے یا کسی رشتہ دار وغیرہ کو تحفہ میں دے کر علم پھیلانے میں حصہ لیا؟ نہیں تو آج ہی یہ نیک کام شروع فرمائیں

☆ کتاب پڑھ کر آپ نے کیا فائدہ محسوس کیا؟

☆ کتاب کی کمپوزنگ، جلد اور کاغذ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

معمولی ہے ❑ بہتر ہے ❑ اعلیٰ ہے ❑

☆ کتاب کی قیمت کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

سستی ہے ❑ مناسب ہے ❑ مہنگی ہے ❑

☆ کتاب کی تیاری میں مدد کرنے والوں اور پڑھنے والوں کے لیے دعائیں تو کرتے ہوں گے

ہاں ❑ نہیں ❑ کبھی کبھی ❑

دوران مطالعہ اگر کسی غلطی پر مطلع ہو جائیں تو ان نمبروں پر میسج یا اطلاع فرمائیے:

03312607204-07

{مفتی منیر احمد صاحب کی تالیفات ورسائل}

نمبرشمار	کتاب	نمبرشمار	کتاب
1	فہم ایمانیات	19	فہم جمعۃ المبارک
2	فہم محرم الحرام کورس	20	حلال وحرام رشتوں کی پہچان کے رہنما اصول
3	فہمِ صفر کورس	21	شادی مبارک
4	فہمِ شعبان کورس (شبّ براءت)	22	کامیاب گھرداری
5	فہمِ زکوٰۃ کورس	23	بیٹی مبارک ہو
6	فہمِ رمضان کورس	24	جذباتی رویوں سے ایسے بچیں
7	فہمِ حج وعمرہ کورس	25	سیرت کوئز لیول 1
8	فہمِ قربانی کورس	26	سیرت کوئز لیول 2
9	فہم دین کورس	27	حقوق مصطفی ﷺ
10	فہمِ طہارت کورس	28	حدیث اور اُس کا درجہ کیسے پہچانیں
11	فہمِ نماز کورس	29	ڈیپریشن، اسٹریس کے اسباب اور اُن کا حل
12	فہم حلال وحرام کورس	30	مالی معاملات اور اخلاقی تعلیمات
13	فہم مسائل حیض ونفاس	31	مالی معاملات اور شرعی تعلیمات
14	سخت بیماریوں، پریشانیوں کا یقینی علاج	32	مالی تنازعات اوران کا حل
15	توبہ	33	فہم میراث
16	استخارہ	34	آسان علم النحو
17	مسنون اذکار	35	علم دین اوراس کے سیکھنے سکھانے کا صحیح طریقہ
18	فہم نکاح وطلاق	36	طبی اخلاقیات

مفتی منیر احمد صاحب کی مطبوعہ تالیفات ورسائل

مولانا منیر احمد صاحب جامع مسجد الفلاح نارتھ ناظم آباد نے بھی میرے علم کی حد تک قابل قدر مختصر کورسز ترتیب دیے ہیں اور ان سے عوام کو خوب فائدہ ہو رہا ہے۔

(مفتی ابولبابہ۔ضرب مؤمن)

Almuneer.pk AlmuneerOfficial Almuneer